محدث

دار التالیف والترجمہ ریوڑی تالاب بنارس

★

عدد مسلسل ۷۲ ◎ جمادی الأخری ۱۴۰۹ھ ◎ جنوری ۱۹۸۹ء

AsliAhleSunnet.com

ماہنامہ

محدث

بنارس

شمارہ ۱ جنوری ۱۹۸۹ء جمادی الآخرۃ ۱۴۰۹ھ جلد ۷

مدیر
عبدالوہاب حجازی

پتہ
دارالتالیف والترجمہ
بی ۱۸/۱ جی ریوڑی تالاب
وارانسی ۲۲۱۰۱۰

بدل اشتراک
سالانہ تیس روپے
فی پرچہ تین روپے

اس شمارہ میں

ساقی نامہ	حفیظ جالندھری	۲
لہٗ مقالید السمٰوٰت والارض	عبدالوہاب حجازی	۳
مذہب اسلام کا کمال	مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری	۷
حدیث نبوی کا طبی معجزہ	ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری	۱۴
ضیاء الدین مقدسی	مولانا محمد حنیف فیضی	۲۲
غیر اہل کتاب کے ہاتھ کا کھانے کا مسئلہ	غازی عزیر	۲۶
اسلامی رسالت و شریعت کی عمومیت	عبدالرقیب سلفی	۳۴
عربی ادیب نجیب محفوظ اور نوبل پرائز	ابن حبیب اشرف	۴۳
ہماری مطبوعات	انتیاز احمد سلفی	۴۶

AsliAhleSunnet.com

ساقی نامہ

فضاؤں پر مسلط لشکرِ جنات ہے ساقی
قیامت خیز طوفاں ہے اندھیری رات ہے ساقی

اٹھی ہے لعنتی تہذیبِ نو سیلاب کی صورت
ہے جس کے حلقۂ ہر موج میں گرداب کی صورت

تلاطم خیز موجیں ہیں گناہوں کے تھپیڑے ہیں
الٰہی خیر ہو ایماں کے کمزور بیڑے ہیں

ہوائے شیطنت کمزور بیڑوں کو ڈبوتی ہے
مگر اولادِ آدم تختۂ غفلت پہ سوتی ہے

میں انسانوں کو اس طوفانِ ذلت سے بچاؤں گا
میں ان سوئے ہوئے شیروں کی غیرت کو جگاؤں گا

وہی ضیغم جو تیرہ سو برس پہلے دہاڑے تھے
وہی پنجے جو حق نے سینۂ باطل میں گاڑے تھے

مجھے ان کو اٹھانا ہے مجھے ان کو جگانا ہے
پرانی گونج سے غوغائے باطل کو مٹانا ہے

پلا ساقی پلا وہ شعلۂ صہبائے ایمانی
کہ اڑ جائیں دھواں بن کر وساوس ہائے شیطانی

دہانِ خامہ میں ٹپکا وہ بادہ اپنے ساغر سے
کہ جس کا قطرہ قطرہ تازیانوں کی طرح برسے

شرابِ معرفت کا از سرِ نو جام بھر ساقی
رگوں میں بھر پرانا آتشیں اسلام بھر ساقی

پلا مجھ کو پلا ساغر اسی صہبائے وحدت کا
کہ جس کی موج سے منہ پھیر دوں ہر فوجِ کثرت کا

مئے توحید کہنہ کا اٹھا سربستہ خم ساقی
سنا مردہ دلوں کو پھر وہی آوازِ قم ساقی

مری فطرت کو ساقی بے نیازِ دو جہاں کر دے
پیالہ سامنے دھر دے قلم میں زندگی بھر دے

زمانے میں نہیں مقصود میرا جز خدا کچھ بھی
مرے منہ سے نہ نکلے گا صداقت کے سوا کچھ بھی

حفیظ جالندھری

AsliAhleSunnet.com

افتتاحیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

قفقاز کے کوہستانی خطہ میں بحیرۂ اسود کے قریب، آزر بیجان، ترکی اور ایران سے متصل روسی جمہوریہ آرمینیا کا قیامت خیز زلزلہ اللہ کی زمین پر مادہ پرست انسانی خداؤں اور غفلت شعار انسانوں کے لئے ایک تازیانۂ عبرت ہے، ۷ نومبر گیارہ بجے دن میں جب سارے لوگ اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، دفتروں اور دیگر اجتماعی کاموں میں مصروف تھے قدرتِ الٰہی کے ایک معمولی اشارہ نے کم وبیش ڈھائی لاکھ انسانوں کو لقمۂ اجل بنا دیا ۱۹۷۶ء کے کمیونسٹ چین زلزلہ کے بعد کمیونسٹ روس کا یہ زلزلہ دنیا کا عظیم ترین زلزلہ بتایا جاتا ہے۔ چینی زلزلہ میں ڈھائی لاکھ انسان لقمۂ اجل بنے تھے۔ پچاس پچاس ہزار آبادی والے دو آرمینی شہر اسپناک اور پیانا مکمل قبرستان بن گئے ہیں، لینن اکان اور کیروا کان جن کی مجموعی آبادی چار لاکھ تھی اسی فیصد تباہ ہو گئے ہیں۔ آرمینی نیوز ایجنسی کی اطلاع ہے کہ نصف آرمینیا تباہ ہو چکا ہے۔ اس زلزلہ سے دس لاکھ افراد بے گھر ہو گئے۔ اور پانچ لاکھ زخمی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ قدرت الٰہی کے معمولی اشارہ نے ہوائی اڈے تباہ کر دیئے، ٹرانسپورٹ کا نظام درہم برہم ہو گیا، بجلی ٹیلی فون اور سڑکوں کے ذرائع کٹ کر رہ گئے، بلند وبالا عمارتوں کے ملبے تاحد نظر پہاڑوں کی طرح شہر خموشاں کا منظر پیش کر رہے ہیں اور اللہ سے غافل انسانوں اور خدائی طاقت کے منکر انسانی خداؤں کی کمزوری اور بے بسی پر ہنس رہے ہیں، بچے کھچے انسان حیران وسراسیمہ اِدھر اُدھر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ انسانی خداؤں کی بے بسی کو سمجھنے کے لئے بس اتنی بات کافی ہے کہ روس کی بے خدا حکومت دنیا کی دوسری سُپر اسٹمی طاقت ہے، بحر وبر کے حقائق کے علم اور آفات وزلازل کی پیشگی اطلاع کے لئے اس کے پاس سیکڑوں سائنسی لیبارٹریاں اور مصنوعی سیارے ہیں لیکن قدرت الٰہی آرمینیا کی تباہی کے لئے زیر زمین جس زلزلہ

AsliAhleSunnet.com

کی پرورش کر رہی تھی اس کی اسے خبر نہ لگی۔ معلوم ہوا ہے کہ جاپان نے بڑی عمارتوں کو زلزلہ سے محفوظ رکھنے کے لئے مشین ایجاد کر لی ہے، تحفظ کی یہ مشین مبارک ہو۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کی حیثیت بالکل اس چڑیا جیسی ہے جو رات کو اپنے پیر آسمان کے رُخ پر اس لئے اٹھا کر سوتی ہے کہ مبادا اس کے اوپر آسمان نہ گر پڑے۔ جو زمین کائنات کے صحرا بے کنار میں گھومتے ہوئے ایک ننھے لٹو سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اور جدید تحقیقات کے مطابق جس کی ترکیب ہی متحرک ارضی پلیٹوں سے ہوئی ہے۔ اور ہر سال جسے محسوس اور غیر محسوس طور پر دس لاکھ لرزوں اور کبھی زلزلوں کے قدرتی جھٹکے سہنے پڑتے ہوں۔ اور علامہ سیوطی کی کتاب "کشف الصلصلۃ عن وصف الزلزلۃ" کے قدیم اسلامی ریکارڈ کے مطابق جو زمین ہمیشہ سے زلزلوں کی زد میں رہی ہو۔ اللہ کے اشاروں پر گردش کرنے والے اس مجبور و بے بس کرۂ ارضی پر قدرتی آفات سے بچنے کے لئے اگر انسان کچھ تکنیکیں نکال بھی لیا کرے تو جب حکمران مطلق کے کھینچے ہوئے حدود تقدیر کے آگے یہ زمین ہی سر بسجود ہے تو اس پر بسنے والا انسان اس کے کھینچے ہوئے حدود سے باہر کہاں جا سکتا ہے۔ آسمان و زمین کی کنجیاں بہر حال اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ انسان کو تحفظ کی کوشش کا اختیار ہے اور اس کا حق بھی۔ لیکن اللہ کے قوانین فطرت کے آگے وہ بے بس ہے اسے آسمان و زمین کی کنجیاں کبھی نہیں مل سکتیں۔ اسے اپنی یہ بے بسی عقلاً تسلیم کر کے اللہ کی بغاوت سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

خبر ہے کہ آرمینی دار السلطنت ایروان سے قریب واقع بجلی گھر زلزلہ سے محفوظ رہا۔ اسے خوش قسمتی کے معمولی لفظ سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ سوویت ذمہ داروں نے کچھ ایسے لوگوں کی حاضر دماغی کی بڑی تعریف کی ہے جنھوں نے زلزلہ کیونکہ بھاگنے سے پہلے بجلی گھروں کے سوئچ بند کر دیئے تھے ورنہ سارا آرمینیا بلکہ نامعلوم کتنے علاقے اتفاقی تابکاریوں سے قبرستان بن جاتے۔ یہ حاکم مطلق کی شانِ رحیمی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ جس کے ذریعہ وہ مغرور ارضی خداؤں کو ہوشیار کرنا چاہتا ہے۔ وہ رحم کرنا چاہتا ہے لیکن مادہ پرستی کے نشہ سے سرشار ہو کر تم اس کے باغی بن گئے۔ اس کی رحمت کے دروازے اب بھی کھلے ہیں لیکن کیا تم اپنے ہاتھوں سے تیار کئے ہوئے اپنے جہنم کے دروازے بند کر لوگے۔ کرۂ ارضی پر پھیلے ہوئے ہزاروں ایٹمی ری ایکٹر پلانٹ، نہایت اذیا خیز ایٹمی ہتھیاروں سے بھرے ہوئے سیکڑوں گودام، ہر وقت داغنے کے لئے تیار کھڑے براعظمی اور بین براعظمی میزائل، کیا تمہاری عداوتوں، اللہ سے بغاوتوں اور مادی طاقتوں کے غرور اور سرمستیوں کا یہ عین منطقی نتیجہ

نہ ہونا چاہیئے کہ قدرتِ الٰہی کا ایک ہلکا سا اشارہ ہو جائے اور اپنے ہاتھوں تیار کیا ہوا یہ جہنم بھڑک اٹھے پھر ساری دنیا اس طرح قبرستان میں تبدیل ہو جائے کہ کوئی متنفس کسی کی حاضر دماغی کی تعریف کرنے کے لیئے نہ بچے اور کوئی ملک ایسا نہ رہ جائے جس کی خوش قسمتی کی تعریف ہو سکے ۔

میکائیل گورباچوف روس کے حکمران ہوئے تو انھوں نے پریسترائیکا اور گلاسنوسٹ کی اصلاحی مہم شروع کی جس کا مطلب ہے روسی قوم کو گھٹن سے بچانے کے لیئے تھوڑا سا ڈھکن کھول دیا جائے ۔ اس مہم سے عام انسانی برادری کو اتنا علم ہوا کہ روس میں بھی ہمیں جیسے انسان بستے ہیں ، ہماری طرح ان کو بھی بھوک پیاس کا مسئلہ درپیش ہے ۔ اور نسل و قوم کی بنیاد پر وہاں بھی انسانی گروہوں میں جھگڑے ہوتے ہیں ورنہ ستر سال سے روس کے انتیس کروڑ انسانوں کے بارے میں باہر کی دنیا کو کچھ نہیں معلوم ہوتا تھا ۔ یہ بات وہاں کے غیر فطری سیاسی و اقتصادی نظام کی بنا پر تھی اب جب کہ تھوڑا سا ڈھکن کھلا تو قدرت نے آرمینیا کے زلزلہ کے ذریعہ اسے بڑی حد تک کھول دیا ۔ روس کی بے خدا حکومت نے پہلے تو یہی کہا کہ ہمیں خارجی تعاون کی ضرورت نہیں ہے ۔ ہم زلزلہ کی قیامت خیزیوں سے نمٹنے کی خود صلاحیت رکھتے ہیں لیکن پھر بین الاقوامی ریڈ کراس اور ہلالِ احمر لیگ سے تعاون کی اپیل کرنی ہی پڑی بین الاقوامی پیمانہ پر انسانی برادری نے روسی حکومت اور آرمینیا کے مصیبت زدگان کی جس طرح مدد کی ہے موجودہ دور میں اس کی مثال نہیں مل سکتی ۔ ایسا لگتا ہے کہ گویا عام انسانی برادری کے سمندر کی رحم پرور موجیں برسوں سے کٹے ہوئے انسانوں کے اس جزیرہ کو اپنی آغوش میں لینے کے لیئے بیتاب ہوں ۔ جاپانی ریڈ کراس نے بیالیس ہزار ڈالر کے راحتی سامان دینے کا اعلان کیا ۔ ہندوستان پاکستان سے کئی طیارے سامان کے ساتھ آرمینیا پہونچے ۔ ترکی نے راحت رسانی کے لئے اپنی سرحد کھولنے کا اعلان کیا ۔ برطانیہ نے پچاس لاکھ پاؤنڈ کا تعاون دیا ۔ مغربی ممالک اور امدادی تنظیموں نے تعاون کی عالمی مہم چلائی ۔ فرانس نے بیس ٹن راحتی سامان بائیس ڈاکٹر اور دو سو فائر بریگیڈ بھیجے ۔ ایک ایک دن میں تین تین سو طیارے راحتی سامان کے ساتھ آرمینیا پہونچے ۔ دنیا کے چالیس سے زیادہ ملکوں نے روسی حکومت کو تعاون دیا ۔ قدرت الٰہی نے جس ڈھکن کو مزید کھول دیا ہے کاش اس سے روسی حکمراں سبق سیکھتے اور اپنی آہنی سلاخیں توڑ کر اللہ کے محبوس بندوں کو آزاد کر دیتے کہ دنیا کے انسان ایک کنبہ بن کر ایک دوسرے کے غم میں شریک ہوتے اور ایک دوسرے کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ۔

AsliAhleSunnet.com

کسی انسان یا قوم کے ضمیر پر عبرت ناپذیری، آخرت فراموشی اور دنیا پرستی کے کتنے دبیز پردے پڑ سکتے ہیں اس کے اندازہ کیلئے یہ خبر کافی ہے کہ آذربیجان کا ایک مسلم اکثریتی خودمختار علاقہ نگورانو کاراباخ ہے جس کے متعلق تین مہینوں سے آذربیجان اور آرمینیا کے درمیان نسلی فسادات ہو رہے تھے ۔ یہ علاقہ پوری طرح آذربیجان سے گھرا ہوا ہے ۔ آرمینی پارلیمنٹ نے اس کے آرمینیا سے الحاق کی قرارداد پاس کر ڈالی کہ بیچ میں یہ قیامت خیز زلزلہ آگیا ۔ آدھا آرمینیا قبرستان بن چکا ہے ۔ ساری دنیا امداد میں مصروف ہے اور ادھر جنونی عیسائی لیڈر باخ کے مسئلہ پر مظاہرے کر رہے ہیں ۔ حکومت روس نے مظاہرین کو گرفتار کیا تو اس پر بھی مظاہرے ہو رہے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ طبیعت انسانی کی اس سختی اور اس نوع کے جوع الارض کو ایسا ہی زلزلہ مٹا سکتا ہے جو کرۂ ارض کا ایک ٹکڑا بھی صحیح سلامت نہ چھوڑے ۔ ایک خبر ہے کہ ادھر تاحد نظر ملبوں کے پہاڑ شہر خموشاں کا منظر پیش کر رہے ہیں ادھر کچھ بے ضمیر مادہ کے مارے ہوئے لوگ ملبوں کے اندر چوریاں کر رہے ہیں ۔ بی بی سی کی خبر ہے کہ کچھ لوگ ڈھائی لاکھ روبل اور گرے ہوئے مکان سے اڑسٹھ ہزار روبل کے زیورات چرالے گئے ۔

یہ بات تو یقینی ہے کہ زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے ۔ زلزلہ اور آفات ہر طرح کے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں ۔ ایک صاحب ایمان آفتوں میں گھر کر اور مر کر خوش ہوتا ہے کہ اپنے رب کے فیصلوں پر راضی رہنا سعادت ہے ۔ ظاہر ہے وباؤں میں مری ہوئی مچھلیوں اور کتے بلیوں کی موت سے یہ کہیں بہتر ہے ، لیکن یہ بات بھی عین ممکن ہے کہ انسانی اقوام اللہ سے بغاوت کرنے کے بجائے اس کی تابعدار بن جائیں ظلم و تعدی کے بجائے عدل پرور ہو جائیں فسق و فجور کے بجائے اعمال حسنہ کی خوگر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ زمین کو ہر طرح امن و سکون سے بھر دے ۔ قانون مجازات کے مطابق انسانی اعمال کے اثرات روئے زمین پر نمایاں ہوتے ہیں ۔ بہتر اعمال سے اگر اقوام عالم روئے زمین کو بھر دیں تو بعید نہیں کہ اللہ تعالےٰ روئے زمین کو امن و سکون سے بھر دے اور آفات سے انھیں محفوظ رکھے ۔

زندگی اور موت تو بہرحال اسی کے اختیار میں ہے ، قدرت الٰہی نے ہمیں اس زلزلہ میں اس کے بھی نمونے دکھا دیئے ۔ خبر ہے کہ رضا کار ملبہ ہٹا رہے تھے ، ملبہ کے ایک پہاڑ کے نیچے سے آواز سنائی دی " یہ میں ہوں ، میں بھی زندہ ہوں " ، ایک خبر ہے کہ ایک عورت اپنی تین سالہ بچی کے ساتھ آٹھ دن کے بعد ملبہ سے زندہ نکالی گئی ۔ عورت نے کہا کہ جب میری بچی بھوکی یا پیاسی ہوتی تو میں اپنے زخم میں انگلیاں ڈبو کر اپنا خون چسایا کرتی تھی

صحیح بخاری میں حضرت انس کی ایک روایت ہے ۔ صعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدا ومعہ ابوبکر وعمر

باقی ص ۳۳ پر

AsliAhleSunnet.com

تاریخ دعوت

مذہبِ اسلام کا کمال

از حضرت مولانا عبدالرؤف رحمانی

حامداً وّ مُصلّیاً. امّا بعدُ

تمام ملل و ادیان میں صرف اسلام ایک مکمل دین ہے

کائنات کی ہر شئی اپنا ایک آغاز و انجام رکھتی ہے اور درمیان میں ایک عہد شباب آتا ہے۔ افراد و اشخاص کی طرح اقوام و ملل اور انواع و اجناس پر بھی لڑکپن، جوانی اور بڑھاپا آتا ہے۔ عالم کا ہر ذرہ وجود و بقا اور نشو و نما کیلئے خاص آئین رکھتا ہے جو اس کی تقدیر کہلاتا ہے نوع انسانی بھی اپنے وجود و بقاء اور نشو و تعمیر کیلئے ایک ہمہ جہتی اور ابدی آئین رکھتی ہے جو اس کی لازوال فطرت کا عین مقتضاء ہے اور جس کی موافقت یا مخالفت ہی پر اس کی اصلاح و فساد اور بقاء و زوال اور تعمیر و تخریب کا مدار ہے یہی اس کی تقدیر ہے یہی اس کا دین کہلاتا ہے۔ کتاب و سنت کی زبان میں یہی دین اَلْاِسْلَامُ سے معنون ہے چونکہ سلسلہ کائنات میں فطرتِ انسانی ہی سب سے اعلیٰ ارفع کامل مکمل اور ہمہ جہتی و لازوال ہے۔ اس لئے اس کی تقدیر و آئین حیات کا کامل و مکمل ہمہ جہتی اور لازوال ہونا ایک عقلی و منطقی امر ہے لیکن چونکہ انسانی زندگی شخصی و نوعی ہر اعتبار سے اپنی نشو و نما اور ارتقاء کے مختلف مراحل و مدارج رکھتی ہے اور ہر مرحلہ کے کچھ خاص تقاضے اور اس کے لئے خاص احکام ہوتے ہیں پس اس کی تقدیر اور آئین حیات میں بھی یہ درجات و مراحل اور ان کے خاص تقاضوں اور احکام کا ہونا ناگزیر ہے مثلاً افراد کی زندگی کو لیجئے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو بالکل ننگا ہوتا ہے اور تن پوشی کے لئے اسے ایک معمولی سا لباس دیا جاتا ہے اس کے بعد اس کی جسمانی نشو و نما کے لحاظ سے اس کے لباس میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے تا کہ وہ سن شعور و بلوغ اور شباب کو پہونچ جائے۔ سن بلوغ و شباب سے قبل ہر مرحلہ نشو و نما کا لباس مختلف ہے اور ایک مرحلے کا لباس دوسرے مرحلہ

AsliAhleSunnet.com

کے لئے قطعاً ان فٹ اور ناموزوں ہوتا ہے اس کے برعکس عہد بلوغ وشباب کا لباس آخر دم تک کیلئے بالکل موزوں وفٹ اور ناقابل تغیر ہوتا ہے بالکل یہی حال ملل وشرائع کا ہے۔ سابقہ ملتوں میں اس وقت تک انقلاب وتغیر آتا رہتا ہے جب تک کہ نوع انسانی سن بلوغ وشباب کو نہ پہونچ گئی۔ اگرچہ دین ہمیشہ ایک ہی رہا۔ اس لئے کہ وہ عین فطرت انسانی ہے اور ناقابل تغیر ہے لیکن شریعت کا آخری کامل ومکمل لباس سید الاولین والآخرین نبی آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکر یہ اعلان فرمایا گیا ہے کہ الیوم اکملتُ لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیتُ لکم الاسلام دینًا یعنی آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو میں نے پسند کر لیا چنانچہ کعبہ ابراہیم کو خداوند قدوس نے جس طرح مرکز انام ومرجع خلائق بنایا اسی طرح دعائے ابراہیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم آیاتک ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ کو شرف قبولیت بخش کر حضور سرور کائنات النبی الامی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رہتی دنیا تک کیلئے مرجع انام ومرکز خلائق بنایا اور آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اپنی اس شان کا اعلان یوں فرمایا یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا یعنی اے لوگو میں تم سب کیلئے اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

حضور کریم ایک کامل ومکمل نبی ہیں

امتی خواہ کسی مرتبہ ومقام کا بھی کیوں نہ ہو نبوت کے آفتاب نصف النہار کی ایک کرن سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اللہ کے آخری پیغمبر، نبوت کے آخری تاجدار اور صاحب لواء الحمد، صاحب مقام المحمود کی شان بلاشبہ وبلا مبالغہ یہ ہے۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پس کسی امتی کا ذکر کیا پیغمبران الٰہی کا بھی آپ کے ساتھ موازنہ نہ صرف سوء ادب بلکہ بعض اوقات حبط اعمال وایمان کا موجب ہو سکتا ہے۔ آپ نے فاروق اعظم کے ہاتھ میں توریت دیکھ کر فرمایا لو کان موسٰی حیا ما وسعہ الا اتباعی یعنی موسٰی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع واطاعت کرنا لازمی ہوتی

یہ فرماتے ہوئے چہرۂ انور سرخ تھا فاروق اعظم نے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسک گئی اور اس وقت تک چین نہ ملا جب تک کہ آپ کو راضی نہ کر لیا صحیح حدیث میں ارشاد ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی ملکان قال احدھما زنہ برجل فوزنتہ بہ فوزنتہ ثم قال زنہ بعشرۃ فوزنت

AsliAhleSunnet.com

بهم فرجحتهم ثم قال زنه بالف فوزنه بهم فرجحتهم كاني انظر اليهم ينتثرون علي من خفة الميزان فقال احدهما لصاحبه لو زنته بامته لرجحها (مشکوٰۃ کتاب الفتن)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے ان میں سے ایک نے کہا آپ کو ایک آدمی سے وزن کروں تو میں اس کے ساتھ وزن ہوا پھر اس آدمی سے وزن میں غالب آیا۔ پھر کہا دس آدمی سے وزن کروں تو میں ان کے ساتھ وزن میں غالب آیا۔ پھر کہا ہزار آدمی سے وزن کروں تو میں ان کے مقابلہ میں بھی غالب آیا گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے اوپر ان کے ہلکا ہونے سے گرے پڑ رہے ہیں۔

پس ان میں سے ایک فرشتہ نے کہا کہ اگر آپ کو پوری امت کے مقابلہ میں وزن کیا جائے تو پھر آپ اپنی پوری امت پر بھی راجح اور غالب ہوں گے۔

یہ مرتبہ کسی صوفی، کسی ولی، کسی امام کا نہیں ہے پھر قول رسول کے مقابلہ میں کسی کے قول کا درجہ ہو سکتا ہے؟

ایک دوسری حدیث رتبہ رسالت کی بلندی کو یوں نمایاں کرتی ہے کہ ایک شخص کے برائیوں کے ننانوے دفتر ہوں گے جن میں اس کی بدکاریاں اور سیہ کاریاں درج ہوں گی۔ اس سے سوال ہوگا کہ کیا تو اس سے انکار کرتا ہے۔ کیا کاتبین اعمال نے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے اور کیا کوئی تیرا عذر باقی ہے؟ ہر سوال کے جواب میں کہے گا کہ کچھ نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک پرچہ نکالے گا جس میں اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله لکھا ہوگا اس کے بعد حکم ہوگا کہ جاؤ اس کو وزن کراؤ وہ کہے گا اے خدا ما هذه البطاقة مع هذه السجلات یعنی یہ پرچہ ان دفتروں کے مقابلہ میں کیا کام دے گا۔ آخر کار وزن کرائیگا فتوضع البطاقة في كفة وتوضع السجلات في كفة پس سجلات یعنی دفاتر ہلکے ہوں گے اور بطاقۃ الشہادۃ یعنی شہادت لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ والا پرچہ بھاری ہوگا (بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الفتن فی الحساب)

ان دو احادیث سے عظمت رسالت صاف طور سے واضح ہے اور اہلحدیث حضرات رسول اکرمؐ کی اس جلالت شان کے دل و زبان سے قائل ہیں۔ اہلحدیث کا اصل قصور و جرم یہ ہے کہ ان کے نزدیک پاس انفاس رسول اصل الاصول ہے کہتے ہیں کہ ؎

ہوتے ہوئے مصطفےٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار

جب اصل ہے تو نقل کیا ہے یاں وہم و خطا کا دخل کیا ہے

اور ان کا نعرۂ مستانہ ہے۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور بزبان امام شافعیؒ یوں رطب اللسان ہیں

ان کان رفضا حب ال محمد
فلیشهد الثقلان انی رافض

اور اہلحدیث کی معروف صدا یہ ہے ؎

ما بلبلیم نالاں گلزار احمد
ما نرگسیم حیراں دیدار احمد
قمری بہ سرو نازو بلبل بہ گل فریبد
ما عاشقیم بے جاں دیدار احمد

اہلحدیث دراصل سنت رسول کے متبع اور اس کے سچے عاشق ہوتے ہیں دوسری روایت میں یوں ارشاد ہے

عن انس قال رجل یارسول اللہ متی الساعة؟ قال ویلک ما اعددت لها قال ما اعددت لها الا انی احب اللہ ورسوله (مشکوٰۃ کتاب الاداب فی حب اللہ)

یعنی ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول قیامت کب ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا کہ افسوس ہے تم پر تم نے اس کیلئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے کوئی تیاری نہیں کی ہے سوا اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں اور دراصل یہی ایک عظیم سرمایہ ہے۔

اہلحدیث کے جذبات کی صحیح ترجمانی حدیث بالا میں ایک صحابی رسول کی زبانی بیان کردی گئی ہے۔ بلاشبہ اہلحدیث سنت رسول کے متبع اور ان کے سچے عاشق ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صاف ارشاد ہے کہ صلوا کما رأیتمونی اصلی یعنی ایسی نماز پڑھو جیسی کہ میں پڑھتا ہوں۔ سرور کائنات کے طریقہ سے الگ ہو کر ایک شخص نے نماز پڑھی تو آپ نے فرمایا کہ ارجع فصل فانک لم تصل یعنی تم پھر سے نماز پڑھو، ابھی تم نے

AsliAhleSunnet.com

نماز نہیں پڑھی۔ یہ ارشاد اس کے نادانستہ حرکت پر ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خلاف سنت کوئی بھی کام ہوگا قبول نہ ہوگا پس اہلحدیث کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ سنت رسول کی اتباع کو اصل الاصول سمجھتے ہیں۔ توحیدؐ۔ رسالتؐ کے صدق دل سے اقرار ہی ہے جو مدار نجات ہے اوران کے مقتضیات کو اپنے عقیدہ و عمل میں لانے پر دارین کی فلاح منحصر ہے علاوہ ازیں کسی امام و مجتہد اور کسی عالم و صوفی کے قول و عمل کی تقلید مدار نجات نہیں ہے

سوچنے کی بات ہے کہ آج بھی کسی غیر مسلم کے حلقہ اسلام میں آنے کی وجودی شرط یہی اور صرف یہی ہے کہ وہ کلمہ لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا زبان سے اقرار کرے اور دل سے اس کی تصدیق کرے اور اسی اقرار توحید و رسالت اور ان کی تصدیق پر نجات کا انحصار اور دارومدار ہے۔

اہلحدیث کلمہ کے ہر جزء کے مقتضاء یعنی کتاب اللّٰہ و سنت رسول اللّٰہ ہی کو ہر امر میں اپنا ملجأ و ماوی قرار دیتے ہیں اور اعتصام بالکتاب والسنہ ہی ان کا نصب العین اور اللّٰہ و رسول کی پیروی و محبت ہی ان کا کل متاع حیات ہے اور ان کا یہی عقیدہ و عمل ہے

اصل دیں آمد کلام اللّٰہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلّم داشتن

پس اہلحدیث اپنے ایمان و عقیدہ کی آخری متاع حب رسول و اتباع رسالت ہی کو سمجھتے ہیں

امام اعظم صرف آخری رسول ہیں

علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الخصائص الکبریٰ میں واقعہ اسراء کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ حضور رحیب لیلۃ المعراج میں مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی اور آسمان پر جلیل الشان انبیاء سے ملاقات ہوئی تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے آپ کو انت الامام الاعظم کے لقب سے خطاب فرمایا یہ مخصوص لقب جو حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے سید الاولین والآخرین سرور کائنات صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو ملا ہے آج یہ لقب ارباب تقلید نے ان بزرگانِ ملت کیلئے مخاص کر لیا ہے جن کی تقلید انھوں نے اپنے اوپر لازم کرلی ہے۔ اہلحدیث کے نزدیک امام اعظم صرف امام الانبیاء سرور کائنات کی ذات والاصفات ہے آپ کی ذات ساری امتوں کا مرکز و ماوی ہے اور اسی امامت کبریٰ کی طرف اہلحدیث خلق اللّٰہ کو دعوت دیتے ہیں جس کی طرف رجوع کرنے ہی سے دارین کی بھلائیاں میسر آسکتی ہیں

مپندار سعدی کہ راہ صفا توان رفت جز بر پئے مصطفیٰ

AsliAhleSunnet.com

آج امت مسلمہ پر سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ اصل پاور ہاؤس سے ان کا رشتہ ٹوٹ چکا ہے ۔ ذیلی مراکز جو قائم کرلئے گئے ہیں وہیں تک اس کی دوڑ ہے اسی کو اولیت اور اصلیت حاصل ہوگئی ہے اور اصل مرکز ان کی نظروں سے اوجھل اور مستور ہو کر رہ گیا ہے ۔ اہلحدیث کا سب سے بڑا بلکہ طرۂ امتیاز ہے کہ ملت اور انسانیت کو اسی اصل کی طرف بلا رہے ہیں اور امت کے اکابر و اساطین کو ان کو اصلی اور ثانوی حیثیت میں اپنے اپنے قریب مقام میں دیکھنے کو کہہ رہے ہیں اگر یہ کام گناہ ہے تو بلا شبہ اہلحدیث اپنے اس جرم عظیم اور گناہ کبیرہ پر بے حد شاداں و نازاں ہیں

قرآن کریم ایک کامل و مکمل کتاب ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم نے قرآن کریم کی شکل میں وہ کامل مکمل کتاب دی کہ بڑے بڑے زباں داں ۔ ادیب و خطیب اور شعراء عرب اس کے مقابلہ سے عاجز آگئے ۔ انھوں نے چار و ناچار اعتراف کیا کہ قرآن کریم کا مقابلہ طاقت بشری سے بالاتر ہے ۔ ذرا غور کیجئے کہ دنیا کے کسی ملک میں کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی شخص نے کوئی ایسا دعوی کیا ہو جو دنیا بھر سے فائق تر ہو اور ثبوت دعوی میں کوئی کتاب پیش کیا ہے اور اسی کو اپنے صدق کذب کا معیار ٹھہرایا ہو اور اس دعوی کے انکار کرنے والوں کو ضلالت و گمراہی اور خلود فی النار وغیرہ کے ذلت آمیز وعیدوں سے جوش بھی دلایا ہو ۔ پھر سخت چیلنج فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین کے باوجود بھی اس ملک کے رہنے والے اس کی زبان بولنے والے اور اس زبان کے قادر الکلام سحر البیان لوگ اس کے سامنے ساکت و خاموش متحیر و مدہوش رہ گئے

ہم تو سمجھتے ہیں کہ تاریخ ایسی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے قرآن مجید کوئی انسانی تصنیف نہیں ہے جس کا انسان مقابلہ کرسکے آنحضور نے اس کامل و مکمل کتاب اور کلام بلاغت نظام کو پیش کرکے اہل عرب کو عاجز و درماندہ بنا کر اپنی صداقت کو آفتاب کی طرح روشن کردیا ساری دنیا کے مسلم و منقتدار و فصحاء اس کے مقابلہ سے عاجز رہے ہیں ۔

۲ ۔ مشرکین عرب ، بدر ، احد ، حنین ، احزاب ، تبوک کی جنگوں میں اپنی اولاد اور جان و مال کو ہر طرح قربان کر رہے تھے مگر فصاحت اور بلاغت کے ماہرین کلام پاک کے مقابلہ میں ایک سورۃ حتی کہ ایک آیت بھی پیش نہ کرسکے ۔

۳ ۔ قاضی سلیمان صاحب پٹیالوی رحمہ نے کیا خوب لکھا ہے کہ جس طرح اس امت کے یہودی و عیسائی اور اہل عرب فصحاء و بلغاء کلام الہی کے مقابلہ میں کوئی معارضہ نہ پیش کرسکے ۔ اس طرح آج کے یہود و نصاری زبان عرب کے ماہرین فصحاء

AsliAhleSunnet.com

وبلغا بھی اس کے معاوضہ ومقابلہ سے عاجز ہیں حالانکہ یہ یہود ونصاریٰ اسلام کے کھلے دشمن ہیں ۔ اگر یہ معاملہ ومقابلہ ان سے ممکن ہوتا تو اپنی اسلام دشمنی کے سبب قرآن کریم کے اس سخت چیلنج کا ضرور جواب دیتے ۔

عرب کے ان یہود ونصاریٰ نے لغت پر بڑی بڑی کتابیں لکھیں ۔ اقرب الموارد ، المحیط ، المنجد ۔ وغیرہ جیسے ضخیم مجلدات کو تصنیف کیا ۔ اور ادب وانشا پر بہت ساری کتابیں لکھیں اور بے شمار عربی جرائد مجلات کے اڈیٹر ہیں لیکن باایں ہمہ اوصاف اس کامل ومکمل کتاب کی ایک آیت کا بھی مقابلہ آجتک ان سے ممکن نہیں ہوا ہے (رحمۃ للعلمین)

ان لغت وادب کے ماہرین نے نہ انفرادی طور پر کوئی معاوضہ کیا اور نہ اجتماعی طور پر ، قرآن کریم کا اعلان بانگ دہل آج کے زمانہ پر بھی صادق ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید ۔ یعنی باطل کا گذر اس کتاب کے سامنے نہ ہوگا نہ پیچھے سے کیونکہ یہ کتاب حکیم وحمید ذات کی طرف سے اتاری گئی ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نہ فلسفہ قدیم کے اصول سے قرآن کریم پر زد پڑے گی نہ سائنس جدید کے نظریات واکتشافات سے قرآن پر کوئی حرف آئیگا نہ پچھلی صدیاں قرآن کے احکام پر کچھ اثر انداز ہوں گی ، نہ انیسویں ۔ بیسویں اور مابعد کی صدیوں سے احکام الٰہی میں کچھ تغیر وتبدل ضروری ہوگا کیونکہ اس کتاب کو خداوند کریم نے رہتی دنیا تک کیلئے جامع ومبہم اوصاف کامل ومکمل نازل فرمایا ہے ۔ مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے اس کامل ومکمل کتاب کے مقابلہ میں کسی کتاب کے نہ ٹھہر سکنے پر خوب لکھا ہے ۔

چل دیئے اِطْرس گم ہوئے مرقس مرگئے متّیٰ مٹ گئے لوقا

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

الغرض قرآن کریم رب العلمین کی طرف سے وہ آسمانی ہدایت نامہ ہے جو رہتی دنیا تک کی انسانیت کیلئے نبوت کے آخری تاجدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ساری کائنات انسانی تک پہونچایا گیا ہے نوع انسانی اپنے سن شعور وبلوغ کو بالکل پہونچ گئی اور اس میں امانت الٰہی کو اٹھالینے کی پوری صلاحیت واستعداد پیدا ہوگئی ہے اور اللہ کا آخری فرستادہ ومعلم آگیا اور قصر نبوت میں آخری اینٹ بھی نصب کر کے بالکل اسے کامل اور مکمل کر دیا گیا ہے ۔ اور ہمیشہ ہمیش کیلئے نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اب نہ کسی فرستادہ حق کی آمد کا کوئی انتظار ہے اور نہ کوئی جدید وحی متصور ہے ۔ چنانچہ قرآن کریم کا اس سلسلہ میں ایضاحاتی بیان موجود ہے ۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الخ آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ۔

AsliAhleSunnet.com

حدیث نبوی کا طبی معجزہ

قسط ۳

کیا بیماریاں متعدی ہیں؟

تحریر ڈاکٹر محمد علی البار ⟷ ترجمہ! ڈاکٹر مقتدی یاسین ازہری

ان علمی حقائق سے ہمیں واضح طور پر ان احادیث نبویہ شریفہ کا مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے جن کا تعلق امراض کے متعدی ہونے سے ہے۔ ان حقائق سے وہ تعارض بھی دور ہو جاتا ہے جو ظاہر میں لوگوں کو ان احادیث کے مفہوم میں نظر آتا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ احادیث نبویہ کے اندر انسانی اجسام وامراض سے متعلق ان حقائق کا انکشاف کیا گیا ہے جن تک انسانی ذہن وعقل کی رسائی ممکن نہیں، اور اسلوب بیان اتنا آسان وسادہ ہے کہ سمجھنے والے کو کوئی دشواری پیش نہیں آتی اس سلسلے کی حدیثیں درج ذیل ہیں۔

(۱) عن ابی ھریرة: لاعدوی ولا طیرة ولا ھامة وصفر، وفر من المجذوم کما تفر من الاسد - اخرجه البخاری

چھوت، بدفالی، پرندہ اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں اور کوڑھ زدہ سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو (بخاری، کتاب الطب)

(۲) عن ابی ھریرة قوله صلی الله علیه وسلم لاعدوی ولا صفر ولا ھامة - فقال اعرابی یا رسول الله فما بال الابل تکون فی الرمل کانها الظباء، فیجیئ البعیر الاجرب فیدخل فیها فیجربها کلها، فقال رسول الله ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ چھوت صفر اور پرندہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ ایک اعرابی نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول، اونٹ ریتیلے مقام پر ہرن کی طرح صاف رہتا ہے لیکن جب خارش زدہ اونٹ اس کے پاس آجاتا ہے تو وہ اسے بھی خارش زدہ بنا دیتا ہے، رسول

AsliAhleSunnet.com

صلی اللہ علیہ وسلم فمن اعدی الاول — اکرمؐ نے سوال فرمایا کہ بتاؤ پہلے اونٹ کو کہاں سے خارش لاحق ہوئی؟

(بخاری، مسلم، کتاب الطب، الفاظ مسلم کے ہیں)

۳۔ عن ابی ھریرۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یورد ن ممرض علی مصح — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحت مند کے پاس بیمار کو نہ لایا جائے (کتاب الطب بخاری و مسلم)

ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب قوم اور دوسرے تمام لوگوں کے لئے یہ بات واضح فرمائی ہے کہ تنہا چھوت یا تنہا مائیکروب مرض کے وجود کا سبب نہیں ہے، بلکہ بہت سے دوسرے اسباب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ماتحت ہیں، وہ اگر چاہتا ہے تو انھیں کسی اور طرف پھیر دیتا ہے پھر جسم محفوظ ہو جاتا ہے، اور اگر چاہتا ہے تو کسی جسم میں انھیں اکٹھا کر دیتا ہے۔ جس کے نتیجے میں بیماری پیدا ہوتی ہے اور امراض کے پھیلنے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مائیکروب ہی مرض کا تنہا سبب ہے اور چھوت ہی بیماری کا واحد ذریعہ ہے وہ لوگ ایک طرف چیزوں کی حقیقت سے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ناواقف ہیں، اور تیسری طرف ظاہری اسباب کو غیر معمولی اہمیت دیتے ہیں۔ بلکہ انھیں پر کلی بھروسہ کرنے لگتے ہیں جس کے نتیجہ میں انسان توحید کے دائرہ سے نکل کر شرک کے دائرے میں پہونچ جاتا ہے اب صرف ظاہری اسباب پر اس کی نظر ہوتی ہے اور حقیقی سبب یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم وفیصلہ سے وہ غافل ہو جاتا ہے جس طرح عرب و عجم کے لوگ پہلے گمراہ ہو چکے ہیں اور جس طرح بعد کے اور موجودہ دور کے وہ لوگ تاریکی میں پڑ گئے ہیں جو بھاری بھرکم الفاظ و اصطلاحات سے مرعوب ہیں۔ ایسے لوگ بلاشبہ خود بھی دھوکے میں ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکے میں ڈال رہے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسبب اول پر نظر رکھی جائے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدو سے یہ فرمایا تھا کہ پہلے اونٹ میں بیماری کہاں سے آئی؟ اس طرح تمام معاملات اس وحدہ لا شریک کی طرف لوٹ جائیں جو کائنات اور بندوں میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرتا ہے۔ اور صحت، بیماری چھوت اور قوت مدافعت پیدا کرتا ہے۔

تنہا مائیکروب بیماری نہیں بن سکتا، اور نہ تنہا کسی چھوت سے کسی طرح کی بیماری یا مرض پیدا ہو سکتا ہے بلکہ اس کے کچھ دوسرے اسباب ہیں جن پر بندوں کا کوئی اختیار نہیں بلکہ وہ انھیں جانتے تک نہیں ہیں۔

AsliAhleSunnet.com

انکفیں اسباب سے جسم، صحت، مرض، چھوت، قوت مدافعت ہر چیز کے لئے تیار ہوتا ہے۔

ان احادیث کا مقصد یہ ہے کہ لوگ مکمل توحید کو تسلیم کریں اور اس رب پر بھروسہ کریں جس کے حکم سے اسباب کا وجود و قیام ہے کیونکہ وہی جب چاہتا ہے مائیکروب کو بیماری کا سبب بناتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے قوتِ مدافعت کی حیثیت دے دیتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے کسی مائیکروب سے دماغی بخار جیسی بیماری پیدا کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے ایسی چھوٹی نازک مخلوق بنا دیتا ہے جو انسان کے حلق میں زندہ رہتی ہے لیکن اسے کسی طرح کی تکلیف نہیں پہونچاتی ہے۔ وہی جب چاہتا ہے تو ہاتھ پاؤں شل ہونے والی بیماری کے وائرس کو خطرناک شکل دیدیتا ہے یا اس سے اعضاء تنفس شل ہوجاتے ہیں اور جب چاہتا ہے تو اس کے لئے اس مرض سے محفوظ رکھنے کا سبب بن جاتا ہے۔

اسی کی مشیت سے ہمارے درمیان پائے جانے والے بیکٹیریا بے ضرر زندگی بسر کرتے ہیں اور جب اسکا حکم ہوتا ہے تو وہی انسان کی ہلاکت کا سبب بن جاتے ہیں۔ اسی نے بیماری اور علاج دونوں کو پیدا کیا ہے اور وہی جب چاہتا ہے بیماری کو علاج اور علاج کو بیماری بنا دیتا ہے۔ چنانچہ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ وہ کسی انسانی جسم میں پیدا ہونے کے بعد اس کے حق میں علاج بن جاتی ہیں۔ جیسا کہ پولیو کے مائیکروب کے سلسلے میں ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ اسی طرح بہت سی بیماریاں انسانی جسم کو لاحق ہوتی ہیں لیکن اسے کسی طرح کی تکلیف یا نقصان نہیں پہونچاتیں اس راز کی واقفیت سے انسان کے سامنے ایسے وسیع افق کھول دیئے ہیں جنھیں وہ پچھلی صدی کے اواخر سے کام میں لا رہا ہے جبکہ مشہور انگریز معالج (جینز) کو اس مدافعت کا حال معلوم ہوا جو انسان کے اندر اس ٹیکے کے بعد پیدا ہوئی جو کہ چیچک کے مائیکروب پر مشتمل ہے اور اس سے اس کے جسم میں چیچک کے خلاف مقابلے کی قوت پیدا ہوگئی۔

آج وسیع پیمانے پر چیچک، کالی کھانسی، پولیو، ہیضہ، ٹائیفائڈ وغیرہ امراض سے بچانے کے لئے جو ٹیکے ایجاد ہوئے ہیں۔ وہ سب مذکورہ واقفیت ہی کا نتیجہ ہیں جو محدود ہوتے ہوئے بھی انسانی دنیا کے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ ٹیکے کے اصول کی بنیاد اس بات پر ہے کہ انسانی جسم کے اندر کمزور یا مردہ مائیکروب کو داخل کیا جائے۔ اور جسم کے اندر موجود مدافعت کی قوت ان مائیکروب سے واقفیت حاصل کرے اور ان کی مدد سے ایسے مواد تیار کرے جن سے بیماری کا مقابلہ ہو سکے اور اس طرح وہ مائیکروب جب دوبارہ

AsliAhleSunnet.com

جسم پر نسلاً آور ہو تو اس میں مقابلے کی پوری صلاحیت موجود ہو۔ اس نتیجہ پر یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ قوت مدافعت تمام حالات میں کامیاب نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی بغیر کسی ٹیکے یا علاج کے انسان کے اندر مدافعت کی قوت پیدا ہو جاتی ہے لیکن عام حالات میں اس طرح کے ٹیکے یا علاج کا فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ البتہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تدبیر انسانی جسم کو سو فیصد مائیکروب کی جارحیت سے محفوظ رکھ سکے گی۔

اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جس نے دوا کو بیماری بھی بنایا ہے۔ چنانچہ بہت سی دوائیں دوسرے امراض کا سبب بنتی ہیں۔ بلکہ کچھ امراض اسی لئے پیدا ہوتے ہیں کہ انسان مخصوص قسم کی دوائیں اور جڑی بوٹیاں استعمال کرنے کا عادی بن جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق مائیکروب کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بیماریوں کے مقابلے میں دواؤں سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی تعداد زیادہ ہے۔

یہ خیال یورپ و امریکہ کے بعض طبی حلقوں کا ہے۔ اس سے دوسرے اطباء اختلاف کر سکتے ہیں، لیکن بہت سے لوگ اس رائے کے مؤید ہیں۔

لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ کامیاب دوا کبھی کبھی مہلک مرض کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس کی معروف مثال پنسلین ہے۔ یہ ایک مفید اور کامیاب دوا ہے، جو مائیکروبی بیماریوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن یہی پنسلین کبھی کبھی اس مریض کی موت کا سبب بن جاتی ہے جس میں حساسیت (الرجی) کا مادہ موجود ہوتا ہے۔ جس مریض کو کسی بھی وقت میں پنسلین نقصان کرتی ہے اسی کے سلسلے میں کبھی یہ انکشاف ہوتا ہے کہ وہ پہلے پنسلین ہی کے ذریعہ بہت سی بیماریوں سے شفایاب ہو چکا ہے۔ لیکن وہی علاج کسی دوسرے وقت میں اس کے لئے ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ اس دوسرے ردعمل کے پیدا ہونے کا اصل سبب ابتک معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ لیکن اس سے ہم اتنا ضرور سمجھ سکتے ہیں کہ دوا بعض اوقات بیماری کا سبب بن جاتی ہیں۔

مائیکروب کے مقابلے کے لئے جن مضادات حیویہ (اینٹی بایوٹک) کا اطباء استعمال کرتے ہیں وہ بھی کبھی کبھی بیماری کا سبب بن کر بہت سے نفع بخش جراثیم کو ہلاک کر دیتے ہیں یا جسم میں موجود بکٹیریا کی مختلف قسموں کے درمیانی توازن کو خلل انداز بنا دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں بیماریوں کا حملہ آسان ہو جاتا ہے اور جسم مختلف امراض کی زد میں آجاتا ہے۔

جڑی بوٹی کے قبیل کی ایک دوا تھالیڈومیڈ کے متعلق مشہور تھا کہ وہ ایک ایسی سکون بخش دوا ہے جو

AsliAhleSunnet.com

کسی بھی طرح کے ردعمل سے خالی ہے۔ لیکن اسے جب حاملہ عورتوں کو دیا گیا تو اس کے نتیجے میں ہزاروں بچے ایسے پیدا ہوئے جو ہاتھ پیر سے محروم تھے۔

اس مختصر مضمون میں بیماریوں کے نقصانات کی تفصیل پیش نہیں کی جاسکتی، یہ طب کا ایک مستقل شعبہ ہے جس کے ماہر اطباء اس شعبہ کی مختلف شاخوں میں کام کرتے ہیں۔

اس طرح کی بیماریوں کو (Lanog Siseases) کا نام دیا جاتا ہے۔ مذکورہ تفصیل سے ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور فیصلے سے کس طرح بیماری علاج اور علاج بیماری بن جاتا ہے۔ وہ جو کچھ چاہے وہی ہوتا ہے اور جسے نہ چاہے نہیں ہوسکتا۔ اسی کی مشیت سے ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ ٹھنڈک اور سلامتی بن گئی، اور اسی کے حکم سے آگ کے اندر جلانے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

لیکن اس کے باوجود اسباب کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اسباب کا وجود اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی قدرت ہی سے ہوتا ہے اور ہمیں اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ اسباب کو جانیں اور انھیں اختیار کریں۔ کیونکہ ایسی کوئی کوشش کمال توحید کے منافی نہیں ہے، جو چیز توحید کے خلاف ہے وہ یہ عقیدہ ہے کہ اسباب بذاتِ خود مؤثر ہیں انھیں کو دیکھنا چاہیے اور انھیں پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اور اس خدا کو فراموش کردینا چاہیے جس کے ہاتھ میں تمام اسباب ہیں اور وہ انھیں جدھر چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ مومن کو غیر اللہ پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے لیکن ساتھ ہی اسباب کو بھی استعمال کرنا چاہیئے اور یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ اسباب اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے پابند ہیں۔ اس لئے احادیث نبویہ میں بڑی بلاغت اور خوبصورتی کے ساتھ فرما دیا گیا ہے کہ (لا عدوی ولا طیرۃ وفر من المجذوم کما تفر من الاسد) یعنی چھوت اور بدفالی کی کوئی تاثیر نہیں ہے اور مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ یعنی بذات خود چھوت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لیکن اسباب واحتیاط کی پابندی اور مجذوم سے فرار بھی ضروری ہے۔

اسی کو دوسری حدیث میں (لا یورد ممرض علی مصح) یعنی بیمار کو صحت مند کے پاس نہیں لانا چاہیئے" میں فرما دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے مرض کو متعدی ہونے میں تقویت ملتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذوم کے ہاتھ کو چھوکر بیعت کرنے سے اس وجہ سے انکار فرمایا تھا کہ امت کے افراد مرض کے اسباب سے پرہیز کریں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ آپ نے مجذوم کے ساتھ کھانا بھی تناول فرمایا تھا۔ تاکہ اللہ پہ بھروسہ اور توکل

AsliAhleSunnet.com

کا اظہار ہو سکے ۔ اور سب لوگ اس حقیقت کو جان لیں کہ پورا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور چھوت بھی اللہ کے ارادے کے بغیر نہیں ہوتا ۔ کائنات میں صرف خدائے واحد ہی کا حکم چلتا ہے اور تمام اسباب اسی کے ہاتھ میں ہیں ۔ اگر اس کی ذات پر صحیح طور پر بھروسہ کیا جائے تو چھوت کا تصور بھی ذہن سے ختم ہوگا اور ظاہری اسباب کو اختیار کرنے کی طرف طبیعت بھی مائل ہوگی ۔ لیکن وہ اسباب جو انسان کے دائرۂ علم سے باہر ہیں اور جن سے علاج بیماری اور بیماری علاج بن جایا کرتا ہے ان کے سلسلے میں انسان کی مجبوری قائم رہے گی ۔

نبی ﷺ نے اس طرح امت کے لئے اپنے قول و فعل سے علاج و دوا کے مسئلہ کو واضح فرما دیا ہے ۔ آپ نے خود بھی علاج کرایا اور علاج کرانے کا حکم بھی فرمایا ۔ آپ کا ارشاد ہے جس خدا نے بیماری بنائی ہے اسی خدا نے علاج بھی بنایا ہے

آپ ﷺ نے علاج کا حکم دیتے ہوئے حرام چیزوں کے ذریعہ علاج سے منع فرمایا ہے اور یہ واضح فرمایا ہے کہ دوا بذات خود شفا کا سبب نہیں ہے اسی لئے ابراہیم علیہ السلام کی زبانی فرمایا گیا ہے کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے ۔ یعنی شفا، مرض اور دوسرے تمام معاملات بھی خدا کے ہاتھ میں اور اس کے تصرف کے ماتحت ہیں ۔

اس موقع پر ابن قیم کا بیان بڑا تسلی بخش ہے ۔ انھوں نے اس سلسلے کی مختلف حدیثیں اور لوگوں کی آراء نقل کرنے کے بعد لکھا ہے (میرے نزدیک حدیث میں ایک دوسری گنجائش بھی ہے ۔ یعنی اسباب و حکم کو ثابت کیا جائے اور شرک نیز باطل عقیدے کی تردید کی جائے ۔ یعنی حدیث میں وارد نفی و اثبات دونوں اپنے اپنے مقام پر رہیں (لا عدویٰ ـــــ و فر من المجذوم) کیونکہ عام لوگ اپنے مشرکانہ مذہب کے مطابق چھوت کے قائل تھے جس طرح نجومیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ دنیا کے بھلے برے میں ستاروں کی تاثیر ہوتی ہے ۔ اگر یہ لوگ یہ کہتے کہ یہ صرف اسباب ہیں یا اسباب کا حصہ ہیں ، انھیں جب اللہ تعالیٰ چاہے اپنی مشیت ، ارادے اور حکمت سے ان کے تقاضوں سے پھیر دے اور یہ کہ وہ اس کے حکم کے پابند ہیں اور ان کی وہی حیثیت ہے جو دوسرے ان اسباب کی ہے جو اپنے مسببات سے مربوط ہوں ، اور وہی جب چاہتا ہے تو بیماری کے اسباب کو مدافعت کا ذریعہ بنا دیتا ہے اور بغیر سبب کے چیزوں کی ماہیت و حقیقت کو پیدا کر دیتا ہے ، اسباب اس کی بارگاہ میں بے جان مخلوق کی حیثیت رکھتے ہیں ، بہت سے اسباب ناقص ہوتے ہیں جن کی تکمیل وہی کرتا ہے ۔ ایک بچے کی پیدائش میں مجامعت صرف ایک سبب ہے ۔ لیکن بچے کی پیدائش میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کام کرنے والے بہت سے دوسرے اسباب کی کارفرمائی بھی

AsliAhleSunnet.com

ہے زمین میں ہل چلا کر بیج ڈالا جاتا ہے لیکن تنہا یہی عمل پیداوار کا سبب نہیں جس خدا نے اسباب کو پیدا کیا ہے اور اس کے نتیجے میں مخلوق کو وجود میں لاتا ہے وہی کبھی اسباب کے نتائج بروئے کار لانے میں رکاوٹ بھی پیدا کر دیتا ہے۔ اگر وہ دور جاہلیت کے لوگ مذکورہ طریقے پر جھوٹ کو ثابت کرتے تو ان کی مخالفت نہ کی جاتی۔ جیسا کہ دوا اور بیماری کے سلسلے میں ثابت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاج کرایا اور اس کا حکم بھی فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ ہر بیماری کے لئے اللہ تعالیٰ نے علاج بنایا ہے۔ اس ارشاد سے ہمیں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بیماری اور علاج دونوں کے اسباب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور علاج کے ذریعہ حقیقت میں انسان ناپسندیدہ اسباب کو دوسرے اسباب کے ذریعہ دور کرتا ہے۔

اس طرح ہم دیکھ سکتے ہیں کہ دونوں جہان کے فوائد کا دار و مدار اسی قاعدے پر ہے۔ اسباب کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو شریعت معطل ہو کر رہ جائے گی۔ اور بہت سی مصلحتیں ختم ہو جائیں گی۔ اور اگر صرف اسباب ہی پر بھروسہ کر لیا جائے اور تنہا انھیں کے ذریعہ مسببات کا وجود مانا جائے اور یہ کہا جائے کہ وہ مکمل اسباب کی حیثیت رکھتے ہیں تو یہ شرک ہوگا جو بہت بڑی نادانی اور توحید کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ لیکن جس طرح اسباب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور ان کی محدود تاثیر کی جانب اشارہ کیا ہے۔ ویسے اگر انھیں تسلیم کیا جائے تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کی صفتِ خلق وامر کے مطابق ہوگی اور مشیت الٰہی پر اس سے کوئی حرف بھی نہیں آئے گا، نہ توحید کی کسی طرح خلاف ورزی ہوگی۔ شریعت کا مقصد اسباب کا اثبات ہے لیکن وہ مشرکین کے اس عقیدے کی تردید کرنا چاہتی ہے جو اسباب کے بذاتِ خود موثر ہونے کے سلسلے میں انھوں نے قائم کر رکھا تھا۔ اس طرح موضوع کو ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱ - یہ کہ خالص توحید کو مانتے ہوئے اسباب کو ثابت کیا جائے شریعتوں میں اسی کا حکم ہے اور یہی واقع اور حقیقت کے مطابق ہے۔

۲ - اسباب میں معبود کے ساتھ دوسری چیزوں کو شریک کرنا جیسا کہ مشرکین کے مختلف طبقوں کا حال تھا۔

۳ - اسباب کا پورے طور پر انکار کر دینا تاکہ توحید کے انکار کے لئے راستہ ہموار ہو سکے۔ اس طرح گم کردہ راہ دو قسموں میں بٹ گئے ہیں۔ ایک طبقہ اسباب کے ذریعہ توحید کے عقیدے کو ٹھیس پہونچاتا ہے اور دوسرا طبقہ توحید کا نام لیکر اسباب کا انکار کرتا ہے۔ لیکن دونوں حق سے دور ہیں۔ صحیح راہ یہ ہے کہ توحید اور اسباب دونوں کو ثابت کرنے کے بعد ایک کو دوسرے سے مربوط کیا جائے۔ توحید کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت والوہیت کو ہر طرح کے شرک سے پاک رکھا جائے۔

AsliAhleSunnet.com

اگر کوئی شخص اسباب کا انکار کرے تو اس سے حکمت الٰہی انکار لازم آتا ہے اور اگر اسباب کو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اس سے توحید پر حرف آتا ہے۔ خالص توحید یہ ہے کہ اسباب کو ثابت کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس پر توکل کیا جائے، اسی سے ڈرا جائے اور اسی سے امید وابستہ کی جائے۔ اگر آدمی کو صحیح علم ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کو ثابت فرمایا ہے اور جس چیز کی نفی فرمائی ہے۔ دونوں کے مابین۔ اور اس طرح جس چیز کو باطل قرار دیا ہے اور جس چیز کا اعتبار کیا ہے ان دونوں کے مابین فرق آسان ہو جائے گا کیونکہ دونوں صورتیں واضح طور پر ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ (انتہی)

رحمۃ للعلمین کا عربی ترجمہ اور صحیح اردو اشاعت

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار نے رحمۃ للعلمین للقاضی المنصور فوری رحمہ اللہ کا عربی ترجمہ مکمل کر لیا ہے۔ پہلے اور تیسرے حصہ کا ترجمہ میں نے خود کیا ہے۔ اور دوسرے حصہ کا ترجمہ جامعہ سلفیہ کے ایک فاضل مولوی عبدالسلام علی حق نے جس کا میں نے لفظ بہ لفظ مراجعہ کیا ہے۔ تینوں حصوں میں جتنے حوالے آئے ہیں ان کا اصل ماخذ سے تقابل کیا گیا ہے جلد اور صفحات درج کئے گئے ہیں۔ اور جہاں مزید حوالوں کی ضرورت تھی وہاں حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس طرح یہ ترجمہ موجودہ علمی ذوق و معیار کے مطابق ہو گیا ہے۔ اس کی اشاعت کی ذمہ داری الدار السلفیۃ بمبئی کے ذمہ ہے ان شاء اللہ وہاں سے جلد ہی ترجمہ منظر عام پر آجائیگا۔

ترجمہ کے دوران رحمۃ للعلمین کی مختلف اشاعتوں کو دیکھنے کی ضرورت پیش آئی جس سے اندازہ ہوا کہ بعض اشاعتیں صرف تجارتی نقطہ نظر سے شائع کی گئی ہیں کتاب کی اہمیت اور مقام و مرتبہ کے شایان شان عبارت کی تصحیح وغیرہ کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے جس سے کتاب کی حیثیت مجروح ہوئی ہے

چونکہ ترجمہ کے دوران ضروری حوالجات اور اصل مآخذ سے تقابل کا کام مکمل ہو چکا ہے اس لئے ارادہ ہے کہ سیرت کی اس عظیم کتاب کا ایک صحیح اور مستند ایڈیشن شائع کیا جائے جو کتاب کی علمی و تحقیقی حیثیت کے شایان شان ہو۔

اس سلسلہ میں علماء کرام اور اعیان جماعت سے گذارش ہے کہ اگر ان کے پاس رحمۃ للعلمین کا کوئی نسخہ موجود ہو تو اسکے ناشر اور مطبع نیز سن طباعت سے خاکسار کو مطلع فرمائیں تاکہ متعدد اشاعتوں کے مابین تقابل کر کے صحیح ایڈیشن سامنے لانے میں سہولت ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عظیم علمی و جماعتی خدمت کی بہتر تکمیل آسان فرمائے۔ صبغۃ سمة تتم الصالحات۔

(مقتدیٰ حسن ازہری)

AsliAhleSunnet.com

امام ضیاء الدین مقدسی صاحب "المختارہ"

قسط ۵

۵۶۹ - ۶۴۳ھ

۱۱۷۳ - ۱۲۴۵ء ______ مولانا محمد حنیف فیضی

۶۷ - فضائل الشام: تین اجزاء میں ہے - تاریخ الاسلام[1] میں یہی لکھا ہے لیکن سیر الاعلام[2] میں لکھا ہے کہ دو جزء میں ہے[3] اس کا دوسرا جزء جو بیت المقدس کے فضائل پر مشتمل ہے، ظاہریہ میں موجود ہے نسخہ عمدہ اور مولف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے: مجموع ۴۸ (ق ۳۲-۵۲)[4] یہ دوسرا جزء فضائل بیت المقدس کے نام سے پہلی بار محمد مطیع الحافظ کی تحقیق کے ساتھ دار الفکر (دمشق) میں چھپ کر شائع ہوا ہے سنہء طباعت ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء ہے

۶۸ - فضائل قاسیون: ایک جزء میں ہے[5]

۶۹ - فضائل القرآن: ایک جزء میں ہے[6] ابن عماد نے غالباً اسی کا ذکر "فضائل القراۃ" کے نام سے کیا ہے[7]

۷۰ - فضل العلم: ایک جزء میں ہے[8] غالباً یہی وہ کتاب ہے جس کا نام علامہ البانی نے "کتاب العلم" ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا صرف پہلا ورق ظاہریہ میں موجود ہے جو مولف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے: مجموع ۲۱ (ق ۶۰)[9]

---

[1] بروکلمان، الاصل (۱/۳۹۹) [2] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹) [3] تاریخ الاسلام، وفیات سنہ ۶۴۳ھ، سیر اعلام النبلاء (۲۳/۱۲۸)، ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹)، شذرات الذہب (۵/۲۲۵) - [4] فہرس الالبانی ص ۲۳۲

[5] القلائد الجوہریہ (۲/۵۵۹) [6] سیر اعلام النبلاء (۲۳/۱۲۸) [7] شذرات الذہب (۵/۲۲۵)

[8] سیر اعلام النبلاء (۲۳/۱۲۸) [9] فہرس الالبانی (ص ۲۳۲)

AsliAhleSunnet.com

۷۱ - فوائد سمویہ المختار : حاجی خلیفہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ [۱]

۷۲ - فوائد المنتقاۃ العوالم : بروکلمان نے اسی نام سے ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا قلمی نسخہ مکتبہ بانکی پور Bankipur میں موجود ہے رقم ۱۸۲ [۲] غالباً یہ نام اس طرح ہے: "الفوائد المنتقاۃ العوالی"

۷۳ - نتال الترک : ایک جزء میں ہے۔ [۳]

۷۴ - قصۃ موسیٰ علیہ السلام۔ ایک جزء میں ہے [۴]

۷۵ - قطعۃ یسوق فیہا الاحادیث بدون سند ولا تخرج دھی مما اتفق علیہ الشیخان او تفرد بہ احدھما:
مولف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۲۱ (ق ۶۲-۶۳) [۵]

۷۶ - کرامۃ مشائخ الارض المقدسۃ : اس کا جزء ثالث ظاہریہ میں موجود ہے: حدیث ۲۴۸ (۹۱-۹۹) [۶]

۷۷ - کلام الاموات : ایک جزء میں ہے [۷]

۷۸ - مجموع لہا : ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۱۵ (ق ۵۷-۷۲) [۸]

۷۹ - مسند فضالۃ بن عبید : ایک جزء میں ہے [۹]

۸۰ - مشائخ الاجازۃ : اس کتاب میں ہر اس شیخ کی ایک ایک حدیث ہے جس نے حافظ ضیاء کو اجازت دی تھی۔ اس کا تیسرا جزء ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۳۶ (ق ۲۶۶-۲۷۹) [۱۰]

۸۱ - مناقب اصحاب الحدیث : چار اجزاء میں ہے [۱۱] حافظ ذہبی نے تاریخ میں اسی نام سے ذکر کیا ہے لیکن مطلق رکھا ہے اور سیر میں "مناقب المحدثین" کے نام سے ذکر کر کے لکھا ہے کہ تین اجزاء میں ہے۔ [۱۲]

۸۲ - منتخب من الحث علی طلب الحدیث : ظاہریہ میں موجود ہے: عام ۳۷۴۲ (ق ۱۸/۱-۲)

---

[۱] کشف الظنون (۲/۱۲۹۸) [۲] بروکلمان، الملحق (۱/۶۹۰) [۳] سیر اعلام النبلاء (۲۳/۱۲۸)
[۴] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹) [۵] فہرس الالبانی ص ۳۳۳ [۶] ایضاً [۷] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹)
[۸] فہرس الالبانی (ص ۳۳۳) [۹] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹) [۱۰] فہرس الالبانی ص ۳۳۳
[۱۱] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹) [۱۲] تاریخ الاسلام، وفیات (۶۴۳ھ)، سیر اعلام النبلاء (۲۳/۱۲۸)

AsliAhleSunnet.com

۸۳ ـ مِن تعالیقہ : ظاہریہ میں موجود ہے ـ حدیث ۳۴ (ق ـ ۱۹۷ ـ ۲۰۴)

۸۴ ـ منتقی من الاحادیث الصحاح والحسان : ظاہریہ میں موجود ہے ـ مجموع ۹۲ (ق ۲۷۲ ـ ۲۹۰)

۸۵ ـ منتقی من الاربعین فی شعب الدین لابی القاسم الصفار : ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۷۰ (ق ۴۴ ـ ۵۱)

۸۶ ـ منتقی من حدیث أبی الحسن احمد بن ابراھیم العبدی : ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۱۰۷ (ق ۲۸۰ ـ ۲۸۲)

۸۷ ـ منتقی من حدیث ابی نعیم الازھری : ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۱۰۷ (ق ۲۸۳/ا ـ ۳)

۸۸ ـ منتقی من حدیث الامیر ابی احمد خلف بن احمد وغیرہ : ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۹۲ (ق ۲۶۳ ـ ۲۶۸)

۸۹ ـ منتقی من جزء الثانی من حدیث الطوسی : مولف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ ظاہریہ میں ہے : مجموع ۱۷ (ق ۲۷ ـ ۲۸)

۹۰ ـ منتقی مما سمعناہ برو : ظاہریہ میں موجود ہے : حدیث ۳۴۴ (ق ۱ ـ ۱۰)

۹۱ ـ منتقی من معجم مشائخ شیخنا ابی حسین احمد حمزۃ السلمی : ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۱۱۰ (ق ۲۱۴ ـ ۲۲۴)

۹۲ ـ المنتقی من حدیث ابی علی الحسن بن احمد الأوقی : ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۶ (ق ۱۹۴ ـ ۱۹۷)

۹۳ ـ من حدیث ابی ھریرۃ : ظاہریہ میں موجود ہے . مجموع ۸ (ق ۱۸ ـ ۲۲)

۹۴ ـ من حدیث الشیرازی ومن حدیث اسماعیل بن جعفر وھارون بن سعید الایلی : ظاہریہ میں موجود ہے
مجموع ۱۷ (ق ۲۸ ـ ۳۹)

۹۵ ـ من حدیثہ عن جماعۃ من شیوخہ : ظاہریہ میں موجود ہے ـ مجموع ۶۸ (۸۷ ـ ۹۲)

۹۶ ـ من عوالی حدیثہ : ظاہریہ میں موجود ہے ـ مجموع ۱۶ (ق ۱ ـ ۱۰)

۹۷ ـ من کلامہ علی شیٔ من احادیث (الجمع بین الصحیحین) مولف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۸۵ (ق ۱۷۷ ـ ۱۸۴) [۱]

۹۸ ـ من مناقب جعفر بن ابی طالب : ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ـ (۸۸ ـ ۹۴) [۲]
محمد مطیع الحافظ نے لکھا ہے کہ یہ کتاب بغداد میں شیخ محمد حسن آل یاسین کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے [۳]

۹۹ ـ من الموافقات العوالی : ظاہریہ میں موجود ہے : مجموع ۱۰۱ (ق ۱۲۶ ـ ۱۲۷) [۴]

---

[۱] فہرس الالبانی ص ۳۳۴ ـ ۳۳۵ (نمبر ۸۲ سے ۹۷ تک) [۲] فہرس الالبانی ص ۳۳۵
[۳] فضائل بیت المقدس (مقدمہ ص ۲۱) [۴] فہرس الالبانی ص ۳۳۵

AsliAhleSunnet.com

۱۰۰۔ موافقات الائمۃ الخمسۃ الحفاظ: حاجی خلیفہ اسے ذکر کرنیکے بعد رقمطراز ہیں: ان کی تعداد آٹھ حدیثیں ہیں جن پر شیخین (بخاری و مسلم)، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے اتفاق کیا ہے [1]

۱۰۱۔ موافقات مسلم عن الدارمی: ابن جابر وادی آشی نے اپنی "برنامج" میں اسکا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کے محقق (ایڈٹ کرنیوالے) ڈاکٹر الحبیب الھیلہ نے اسکو اور موافقات الائمۃ الخمسۃ الحافظ کو ایک ہی کتاب قرار دیا ہے [2] لیکن ان دونوں ناموں سے اسکا پتہ نہیں چلتا۔ واللہ اعلم

۱۰۲۔ الموافقات: علامہ ذہبی نے اسکے متعلق ایک جگہ لکھا ہے کہ یہ کتاب تقریباً ساٹھ [3] اجزاء پر مشتمل ہے [4] اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ پچاس اور ساٹھ کے درمیان اجزاء پر مشتمل ہے [5] علامہ ابن رجب نے لکھا ہے کہ ایک جزء میں ہے [6]

(فائدہ) ضیاء مقدسی کی تصنیفات کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ "موافقات" نام کی انکی متعدد کتابیں ہیں ملاحظہ ہو: ۳۶، ۴۲، ۴۴، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱ نمبر کی کتابیں، پس ممکن ہے کہ موافقات نام کی انکی جتنی کتابیں ہیں ذہبی نے ان سب کو شامل کرکے "تقریباً ساٹھ اجزاء" قرار دیا ہو اور ابن رجب نے ان میں سے کسی خاص جزء کے اعتبار سے "ایک جزء" کہا ہو۔ یا ممکن ہے کہ موافقات نام کی انکی ایک ضخیم کتاب ہو اور اسی نام کی کچھ چھوٹی چھوٹی کتابیں بھی ہوں مگر مقیداً جیسا کہ مذکورہ نمبروں والی کتابوں کے نام سے ظاہر ہے تو ذہبی کا قول اس ضخیم کتاب کے لحاظ سے ہے اور ابن رجب کی بات دوسری نوع کی کسی چھوٹی کتاب کے لحاظ سے ہے۔ واللہ اعلم

۱۰۳۔ الموبقات: بہت سے اجزاء پر مشتمل ہے [6]۔ ۱۰۴۔ الموقف والاقتصاص: ایک جزء میں ہے [7]

۱۰۵۔ نصیحۃ الملک الاشرف: یہ کتاب وعظ و ارشاد میں ہے، ظاہریہ میں موجود ہے جسکی فوٹو کاپی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے شعبۂ مخطوطات میں ہے: مجموع ۲۴۶۰ (ق ۱۰۶۔ ۱۱۱)

۱۰۶۔ النہی عن سب الاصحاب وما فیہ من الاثم والعقاب: ایک جزء میں ہے اور ظاہریہ میں موجود ہے: مجموع ۱۰۱ (۲۔۲۴) یہ نام شیخ البانی نے ذکر کیا ہے اور دیگر مآخذ میں اس کا ذکر "النہی عن سب الاصحاب" کے نام سے ملتا ہے۔ [8]

۱۰۷۔ الہجرۃ الی ارض الحبشۃ: ایک جزء میں ہے۔ [9]

(جاری)

---

[1] کشف الظنون (۲/۱۸۸۹) [2] برنامج ابن جابر الوادی آشی ص ۲۴۲ (تعلیق) [3] سیر اعلام النبلاء (۲۳/۱۲۸)
[4] تاریخ الاسلام، وفیات ۶۴۳ھ [5] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹) [6] ایضاً [7] ایضاً
[8] فہرس الالبانی ص ۳۳۵، سیر اعلام النبلاء (۲۳/۱۲۸) تاریخ الاسلام، وفیات ۶۴۳ھ ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹)
[9] ذیل طبقات الحنابلہ (۲/۲۳۹)

AsliAhleSunnet.com

غیر اہل کتاب کے ساتھ کھانا کھانے کا مسئلہ

از قلم
غازی عزیر المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

اب زیر بحث موضوع سے متعلق پیدا ہونے والے مختلف النوع سوالات اور شریعت مطہرہ کی روشن تعلیمات میں ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی سعی کیجائے گی۔ وباللہ التوفیق والمنۃ۔

اس مسئلہ کا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا کسی غیر مسلم (بالخصوص غیر اہل کتاب) لادین شخص کے ساتھ اس کے برتنوں میں کھانا کھانا یا کسی غیر اہل کتاب و لادین شخص کے ہاتھ کا تیار کردہ کھانا کھانا ایک مسلمان کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کے لئے کیا شرائط اور استثنائی صورتیں ہیں؟

مندرجہ بالا سوال کا جواب یہ ہے کہ کسی غیر اہل کتاب یا لادین شخص کے ساتھ اس کے برتنوں میں کھانا کھانا یا اس کے ہاتھ کا تیار شدہ کھانا کھانے میں ہرگز کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی حرمت کتاب اللہ یا کسی صحیح و صریح حدیث نبوی سے قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کافرہ کے ساتھ کھانا کھانا ثابت ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں "قبول الہدیۃ من المشرکین" کے عنوان سے مستقل ایک باب باندھا ہے جس میں وہ چار روایت لائے ہیں۔ اسی باب کی ایک روایت میں آں صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غیر مسلمہ کی پیش کردہ زہر آلود بکری کا قبول کرنا اور اسے تناول کرنا مذکور ہے (ملاحظہ ہو صحیح البخاری کتاب الہبۃ باب قبول الہدیۃ من المشرکین)

کسی غیر مسلم کے کھانے کو استعمال کرنے کے لئے جو چند شرائط ہیں وہ یہ ہیں کہ کھانا کھانے کے برتن اور ساتھ کھانا کھانے والا غیر اہل کتاب شخص ظاہری تو پر معمالی نجاست سے پاک ہو نیز وہ کھانا ان اشیاء پر مشتمل نہ ہو یا کھانا پکانے کے دوران ایسے برتن یا ایسی چیزوں کا استعمال نہ کیا گیا ہو جنکی حرمت صراحت کے ساتھ کتاب و سنت میں مذکور ہے۔ ان شرائط کے علاوہ اس کے لئے کوئی اور شرط یا فرض یا استثنائی صورت کتاب و سنت میں نہیں ملتی ہے۔

بعض لوگ غیر اہل کتاب سے مستقل یا وقتی کے طور پر خدمت لینا مکروہ بتاتے ہیں چنانچہ بعض فقہاء حنفیہ کا قول ہے کہ اتفاقیہ

AsliAhleSunnet.com

ایک دو بار مشرکین کے ساتھ یا ان کے ہاتھ کا تیار کردہ کھانا کھا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کافر کے ساتھ کھانا تناول فرمانا ثابت ہے لیکن اسے ہمیشہ کی عادت بنالینا مکروہ ہے۔ ان کان ذلک مرۃ او مرتین یجوز لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل مع کافر فحملناہ علی ذلک ولکن یکرہ المداومۃ علیہ " دکن فی نصاب الاحتساب باب چہارم ونفع المفتی والسائل ص۱۱)

اسی طرح فقہ حنفی کی مشہور کتاب "فتاویٰ عالمگیری" میں کہیں گھر جانے کی صورت میں اس بات کی ایک دو دفعہ اجازت دی ہے لیکن مداومت کو مکروہ قرار دیا ہے: ان ابتلی بہ المسلم مرۃ او مرتین فلا باس واما الدوام علیہ فیکرہ

(فتویٰ عالمگیری، کتاب الکراہیۃ)

مداومت سے متعلق فقہاء حنفیہ کی بیان کردہ "کراہت" علوم نقلیہ کی بنیاد پر نہیں بلکہ محض قیاس اور اجتہادی رائے پر ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ واضح قابل قدر اور حق وانصاف سے قریب تر فتویٰ مشہور حنفی عالم جناب مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم کا ہے جس میں آپ سے کسی مستفتی نے سوال کیا:۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت میں کہ قوم مہتر یا ڈوم یا چمار یا دوسادھ جو ہند کا فرمردارخور ہوتے ہیں اکثر چیزیں حرام مثل چوہا اور ضب یعنی گوہ اور بلا اور کیکڑا وغیرہ کو کھایا کرتے ہیں ان کے یہاں کی چیزیں از قسم حلال پکی ہوئی کھانا یا ان کے ہاتھ کا پانی کنوئیں یا دریا سے نکالا ہوا پینا کہ جس میں کوئی شبہ تلویث اشیاء حرام یا نجاست وغیرہا کا نہ ہو شرعاً ممنوع ہے یا جائز؟ اور ان کے ہاتھ سے چیزیں مثل روٹی اور گوشت یا خشکہ اور دال پکوانا یہ سب چیزیں ان لوگوں کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی مسلمانوں کو کھانا روا ہوگا یا نہیں الخ؟

آں محترم نے اس مفصل سوال کے جواب میں تحریر فرمایا "ج: جب تک کوئی نجاست ظاہری یقیناً اعضائے ظاہرہ کافر پر نہ ہو اس کے ہاتھ سے کھانا پکوانا یا پانی نکلوانا یہ سب درست ہے۔ واقعی روا ہوگا جب تک تیقن نجاست نہیں ہوگا الخ" (فتاویٰ عبدالحی لکھنوی ص۱۷، استفتاء رقم ۳۶ مختصراً)

بعض فقہاء یہاں تک فرماتے ہیں کہ مشرکین کے کھانے میں اگر نجاست موجود ہونے کا وہم ہو تو بھی اس کھانے پر طہارت اور صحت سلامتی کا حکم لگے گا الا یہ کہ تیقن نجاست اور فساد و بطلان پر کوئی قطعی حجت و دلیل قائم ہو۔ پس ایسی صورت میں کفار و مشرکین یا کسی بھی لادین کے ساتھ کھانا روا ہوگا چنانچہ "فتاویٰ حمادیہ" میں مذکور ہے۔ والاطعمۃ التی یتخذھا اھل الشرک ویتوھم فیھا اصابۃ النجاسۃ کل ذلک محکوم الطہارۃ حتی تیقن نجاستھا" الخ (فتاویٰ حمادیہ مختصراً)

AsliAhleSunnet.com

اگر مشرکین کے برتنوں کی نجاست کا پہلے علم نہ ہو تو ان میں بلا دھوئے ہوئے کھانا پینا بھی جائز ہے۔ اگر پہلے سے برتنوں کی نجاست کا علم ہو مگر انھیں استعمال سے قبل دھو کر پاک کر لیا گیا ہو تو ان میں کوئی قباحت نہیں رہ جاتی۔ لیکن بغیر دھوئے ہوئے ایسے برتن جن کی نجاست کا علم ہو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

المملکۃ العربیۃ السعودیہ کی مشہور یونیورسٹی جامعہ امام محمد بن سعود الریاض کے استاذ شیخ عبدالعزیز بن محمد سلمان لکھتے ہیں "کفار کے برتن اور لباس مباح ہیں اگر ان کی کیفیت نا معلوم ہو کیونکہ مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ایک مشرکہ کے مزادہ سے وضو فرمایا تھا"۔ (الاسئلۃ والأجوبۃ الفقہیۃ المقرونۃ بالادلۃ الشرعیہ ج۱ ص۶ طبع دہم ۱۹۸۳ء الریاض وکذا فی الصحیحین)

سنن ابوداؤد کی ایک روایت جسے امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ میں دوران غزوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کا مشرکین کے برتن استعمال کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ اس روایت کو حضرت جابرؓ نے اس طرح روایت کیا ہے۔ "کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنصیب من آنیۃ المشرکین واسقیتہم فنستمتع بہا فلا یعیب ذلک علیہم" (رواہ ابوداؤد واحمد)

ایک اور روایت میں ابی ثعلبۃ الخشنی سے مروی ہے کہ: "انہ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انا نجاور اھل الکتاب وھم یطبخون فی قدورھم الخنزیر ویشربون فی آنیتہم الخمر فقال [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ان وجدتم غیرھا فکلوا فیہا واشربوا وان لم تجدوا غیرھا فارحضوھا بالماء وکلوا واشربوا" (رواہ ابوداؤد مع العون المعبود ج۳ ص۴۲۳ باب الاکل فی آنیۃ اھل الکتاب طبع [illegible])

شارح سنن ابوداؤد علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ فرماتے ہیں: خطابیؒ کا قول ہے کہ راوی پر بیان کی ہوئی پہلی احادیث سے ظاہر ہے کہ مشرکین کے برتن بغیر دھوئے اور پاک کئے ہوئے استعمال کرنا علی الاطلاق مباح ہیں اور یہ اباحت مقیدہ ہے اس شرط کے ساتھ جو اس باب کی (دوسری) حدیث میں مذکور ہے۔ ابن زکی روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ ہم نے ان برتنوں کو دھویا اور ان میں کھانا کھایا جیسا کہ حافظؒ نے فتح میں بیان کیا ہے۔ خطابیؒ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے برتنوں کے غسل کی اجازت ہے لیکن اس سلسلہ میں اصل قابل لحاظ بات یہ ہے کہ اگر مشرکین کا حال معلوم ہو جائے کہ وہ اپنے برتنوں میں خنزیر پکاتے اور شراب پیتے ہیں تو ان برتنوں کا بغیر دھوئے ہوئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے"۔ (عون المعبود شرح سنن ابوداؤد ج۳ ص۴۲۳ طبع دہلی وملتان)

بعض فقہائے حنفیہ کے نزدیک مشرکوں کے برتنوں میں بغیر دھوئے ہوئے کھانا پینا جائز لیکن مکروہ ہے بشرطیکہ برتنوں کی نجاست

AsliAhleSunnet.com

کا علم نہ ہو بصورت دیگر بغیر دھوئے ہوئے ان میں کھانا پینا ناجائز ہے، جیسا کہ فتاوی عالمگیر" میں مذکور ہے" ویکرہ الاکل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل ومع ھذا لو اکل او شرب قبل الغسل جاز ولا یکون اکلاً ولا شارباً حراماً وھذا اذا لم یعلم بنجاسة الاوانی فاما اذا علم فانہ لا یجوز ان یشرب ویاکل منھا قبل الغسل

(فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۴۷ طبع مصری)

کی اس مذکورہ کراہت کی بنیاد بھی محض قیاس پر ہے جسے ثابت کرنے کے لئے کوئی ٹھوس اثر موجود نہیں ہے۔

موضوع زیر بحث کے سلسلہ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا کسی غیر مسلم اور غیر اہل کتاب کا جھوٹا کھانا پینا کسی مسلم کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ کسی غیر مسلم اور غیر اہل کتاب کا جھوٹا کھانے پینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ وہ کھانا یا مشروب حلال اشیاء سے تیار کیا گیا ہو، جس برتن میں اسے پکایا اور رکھا گیا ہو یا پیا ہو وہ ظاہری نجاست حقیقی سے پاک ہو نیز بظاہر اس جھوٹے کھانے یا مشروب میں کوئی نجاست پڑی ہوئی نظر نہ آتی ہو۔ اس حلت کی دلیل یہ ہے کہ ہر بنی آدم کا لعاب دہن بلا تفریق رنگ و نسل و بلا امتیاز دین و مذہب طاہر و پاک ہے چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "بحر الرائق" میں مذکور ہے۔

"سؤر الآدمی طاھر لا فرق بین الجنب والطاھر والحائض والنفساء والصغیر والکبیر والمسلم والکافر والذکر والانثی یعنی ان اکلہ طاھر وطھور من غیر کراھتہ الخ (بحر الرائق)

آدمی کا لعاب دہن پاک ہے جس میں جنبی اور پاک حائضہ اور نفاس والی عورت، چھوٹے اور بڑے مسلم اور کافر مذکر اور مونث کا کوئی فرق نہیں ہے یعنی، سب پاک ہیں اور طہور اس کی عدم کراہت سے ہے۔

اسی طرح "فتاوی عالمگیری میں ہے۔

سؤر الآدمی طاھر ویدخل فیہ الجنب والحائض والنفساء والکافر الخ (فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۲۳ طبع مصر)

آدمی کا لعاب پاک ہے۔ اس حکم میں جنبی حائض نفاس والی عورتیں اور کافر سب داخل ہیں۔

:. :. :. :.

اور در مختار میں ہے۔

سؤر الآدمی مطلقاً ولو جنباً او کافراً طاھر الخ (در مختار علی ھامش رد المحتار ج ۱ ص ۱۴۸)

انسان کا لعاب دہن مطلقاً پاک ہے خواہ وہ جنبی ہو یا کافر۔

علامہ عبد الرحمن الجزیری بیان کرتے ہیں۔ مالکیہ کا قول ہے۔ اللعاب ھو ما یسیل من الفم حال الیقظہ

AsliAhleSunnet.com

او النوم وهذا طاهر بلا نزاع اما ما يخرج من المعدة الى الفم فانه نجس الخ یعنی لعاب وہ ہے جو منہ سے حالتِ بیداری اور خواب میں بہتا ہے۔ اور یہ بلا نزاع پاک ہے لیکن جو معدہ سے خارج ہو کر منہ میں آتا ہے وہ نجس ہے۔ اور حنابلہ کا قول ہے کہ پسینہ، بلغم اور تھوک سب پاک ہیں"۔ الفقہ علی المذاہب الاربعۃ الجزء الاول ص۶ طبع استنبول ۱۹۸۳ء)

مشہور مترجم و شارح احادیثِ نبویؐ علامہ مولانا وحید الزماں صاحب صحیح بخاری کے باب البصاق والمخاط ونحوہ فی الثوب "یعنی تھوک اور رینٹ وغیرہ کپڑے میں لگنے کا بیان" کے فائدہ کے طور پر تحریر فرماتے ہیں: اس حدیث سے یہ نکلا کہ آدمی کا تھوک پاک ہے اگر منہ میں کوئی نجاست نہ ہو اور یہی باب کا مطلب ہے۔ اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الشروط میں وصل کیا ہے الخ (تیسیر الباری اردو ترجمہ شرح صحیح بخاری ج ۱ ص۱۷۰ کتاب الوضوء طبع تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

جامعہ امام محمد بن سعود الریاض (سعودی عرب) کے استاذ شیخ عبد العزیز محمد سلمان نے تمام انسانوں کے لعابِ دہن کی طہارت اور اس کے بہت سے دلائل اپنی کتاب "الاسئلہ والاجوبہ" میں بیان کئے ہیں جو قابل مطالعہ ہیں (ملاحظہ ہو الاسئلۃ والاجوبۃ الفقہیۃ المقرونۃ بالادلۃ الشرعیۃ ج ۱ ص۵۵،۵۴ طبع دہم الریاض)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو کفار و مشرکین کے "نجس عین" ہونے کا وہم غالباً قرآن کریم کے اس ارشاد باری تعالیٰ سے ہوا ہے۔

انما المشرکون نجس (سورۃ التوبہ-۲۸) "مشرکین ناپاک ہیں"۔

حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے مراد یہ ہے کہ مشرکین کی نجاست اعتقادی ہے نہ کہ ظاہری و جسمانی جیسا کہ تمام مفسرین متقدمین و متاخرین نے بیان کیا ہے۔ اپنے موقف کی تائید میں ہم ذیل میں چند مشہور مفسرین کی تفاسیر سے اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ "مشرکین اپنی باطنی خباثت کے باعث نجس ہیں"۔ (قرآن الکریم مع تفسیر جلالین علی الہامش ص۱۵۶ طبع مکتبۃ الشعبیۃ المصریہ)

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ مشرک کی نجاست پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ صحیح میں موجود ہے کہ (المؤمن لا ینجس) واما نجاسۃ بدنہ فالجمہور علی انہ لیس بنجس البدن والذات یعنی مشرک کے بدن کی نجاست کے متعلق جمہور کا قول ہے کہ ان کا بدن اور ذات نجس نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا طعام حلال قرار دیا ہے لیکن بعض ظاہریہ ان کی جسمانی نجاست کے بھی قائل ہیں۔ اشعثؒ نے حسن سے بیان کیا ہے کہ اگر کوئی مشرک ان سے

AsliAhleSunnet.com

مصافحہ کر لیتا تو وہ وضو کرتے"۔ تفسیر ابن کثیرؒ ج۲ ص۳۴۶ پ۱۰ ع۹ و کذا فی تفسیر ابن جریرؒ)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم فرماتے ہیں "ناپاک ہونے سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ بذات خود ناپاک ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اعتقادات، ان کے اخلاق، ان کے اعمال اور ان کے جاہلانہ طریق زندگی ناپاک ہیں الخ"۔ تفہیم القرآن ج۲ ص۱۸۶ حاشیہ ۲۵ طبع ادارہ ترجمان القرآن لاہور نومبر ۱۹۶۷ء)

مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم نے بھی اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے "مشرک لوگ (بوجہ عقائد خبیثہ) نرے ناپاک ہیں الخ (تفسیر ترجمہ اختصار شدہ بیان القرآن ص۲۷۰ طبع تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور و کراچی)

اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں "لیس بذات نجس"، یعنی وہ بذات خود نجس نہیں ہے (عون المعبود ج۱ ص۲۵ طبع دہلی و ملتان)

علامہ عبدالرحمٰن الجزیریؒ فرماتے ہیں:

اما قوله تعالىٰ، انما المشركون نجس فالمراد به النجاسة المعنوية التى حكم بها الشارع وليس المراد ان ذات المشرك نجسة كنجاسة الخنزير الخ

اللہ تعالیٰ کا قول کہ مشرکین نجس ہیں سے مراد معنوی نجاست ہے کہ جس کا حکم شارع نے بیان کیا ہے۔ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ مشرک کی ذات بھی خنزیر کی ذات کی طرح ناپاک ہے"۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج۱ ص۶ طبع استنبول)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب "بحرالرائق" میں مذکور ہے۔

"ان المراد بقوله تعالىٰ انما المشركون نجس النجاسة فى اعتقادهم" (بحرالرائق)

اللہ تعالیٰ کا قول کہ مشرکین نجس ہیں سے مراد ان کے اعتقاد کی نجاست ہے"۔

چنانچہ امام ابوحنیفہؒ کے ایک مشہور شاگرد امام محمدؒ غیر مسلمین کے متعلق یہاں تک فرماتے ہیں کہ:

"يجوز لغير المسلم ان يمسه (اى القرآن الكريم) اذا اغتسل اما تحفيظ غير المسلم القرآن فانه جائز الخ"۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج۱ ص۴۸)

اگر کوئی غیر مسلم غسل کے بعد قرآن کریم کو چھوئے تو یہ جائز ہے نیز قرآن کریم کی تحفیظ بھی غیر مسلم کے لئے جائز ہے"۔

امام محمدؒ کے اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ غیر مسلم کی نجاست محض اعتقادی اور معنوی ہے۔ حقیقی جسمانی اور ذاتی نہیں

AsliAhleSunnet.com

یہی بات اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشادِ حقانی "ولقد کرمنا بنی آدم" یعنی ہم نے بنی آدم کو مکرم بنایا۔ کی متقاضی بھی ہے۔

اب اختتام پر ڈاکٹر صاحب کی محولہ تقریر و گفتگو کی مصدقہ رپورٹ کے بعض جملوں پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈالتا چلوں۔

جہاں تک "سعودی عرب میں تارکین وطن" کے "مختلف" کیمپوں میں ہندوؤں کے ساتھ یا ہندو یا ورجیوں کا تیار کردہ کھانا برداشت کرنے "کے اس "مسئلہ" کی "اہمیت" کا تعلق ہے یا جس کے باعث "منقد دبائہ" پاکستانی حضرات کو "ناگوار حالات" کا سامنا کرنا پڑا ہے" وہ سرے سے کوئی اہم یا غیر اہم مسئلہ ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر شرعی دلائل کے ساتھ واضح کیا جا چکا ہے۔ جہاں تک باشندگان "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کی غالب اکثریت میں اسی تفکر کے پائے جانے کا تعلق ہے تو یہ ان کی دین و مذہب کی تعلیمات سے لاعلمی، بیجا تنگ نظری اور تعصب کی غمازی کرتا ہے۔ جس کا غالب عامل دین و مذہب کے ساتھ وابستگی سے کہیں زیادہ ماضی کے تلخ سیاسی و ملکی حالات اور تشخصی تہی دامنی کا احساس شدید ہے۔ مخلصانہ طور پر عرض کرتا ہوں کہ ان حالات میں عوام کے پیشِ نظر بحیثیت سچے مسلم کے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد رہنا چاہیئے۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الممتحنہ ۷)

عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان لوگوں کے مابین محبت ڈال دے جن سے تمہ[illegible]ت ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا غفور اور رحیم ہے۔

تقریباً یہی مضمون ایک حدیث نبوی میں اس طرح مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابغض عدوك هونا ما عسى ان يكون حبيبك يوما ما۔ (رواه الترمذي والبيهقي)

اپنے دشمن سے بغض و عناد کسی قدر کم رکھو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ (عدو) کسی دن تمہارا دوست بن جائے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس فکر کو پھیلانے میں خود غرض سیاست داں حضرات نیز مفاد پرست اور نام نہاد علمائے سوء نے ہم زبان ہو کر ایک دوسرے کا ساتھ دیا ہے چنانچہ اس ناجائز منافرت اور نہ جانے اس جیسی کتنی خرافات کا پروپیگنڈہ و تشہیر اس قدر وسیع پیمانہ پر کیا گیا ہے کہ عوام کے نزدیک یہ باطل افکار و نظریات جزو ایمان و جزو دین کا مقام پا چکے ہیں جو فی الواقع شریعتِ مطہرہ میں ادنیٰ سا مقام بھی نہیں رکھتے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس موقع پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یاد آ رہا ہے جس میں آپ نے واضح الفاظ میں فرمایا:۔

"مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" (صحیح بخاری ص ۳۷۱ و مسلم ج ۲ ص ۷۷)

جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کرے جو اس سے متعلق نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔"

AsliAhleSunnet.com

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

والمراد به امر الدین الخ" فتح الباری ج ۵ ص ۳۰۱) اس سے مراد دینی امر ہے"۔

حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں۔

کلّ من احدث فی الدین مالم یاذن به الله ورسوله فلیس من الدین فی شیئٍ الخ" (جامع العلوم والحکم ص ۴۲) جس نے دین کے اندر کوئی ایسی چیز ایجاد کی جس کی اجازت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دی ہو تو اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔

اور

من احدث فی دیننا مالیس منه فهو ردٌّ" (جامع العلوم والحکم ص ۴۲ وغیرہ) جس شخص ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس سے متعلق نہیں ہے تو وہ مردود ہے"۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین والصلوٰة والسلام علی رسوله الکریم:

بقیہ افتتاحیہ۔

وعثمان، فرجف بهم، فضربه النبی صلی الله علیه وسلم برجله وقال: اثبت فعلیك نبی وصدیق وشهیدان "، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر اور عثمان کے ساتھ احد پر چڑھے، اس پر لرزہ طاری ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیر سے مارا اور فرمایا ٹھہر جا تیرے اوپر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ روئے زمین پر اگر صالح لوگ ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے آئی ہوئی آفات کو بھی ان سے دور کرسکتا ہے، اور تاریخ سے اس بات کی شہادت ملتی ہے کہ عذاب کی شکل میں آئی ہوئی بھیانک آفات سے وہی اقوام دوچار ہوتی ہیں جو قانون فطرت اور اعلیٰ انسانی اقدار کو توڑ کر شر کا مجسمہ بن جاتی ہے۔

حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

AsliAhleSunnet.com

اسلامی رسالت وشریعت کی عمومیت

عبدالرقیب سلفی قسط ۲

قال تعالیٰ: یا اھل الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوھا فنردھا علی ادبارھا او نلعنھم کما لعنا اصحاب السبت وکان امر اللہ مفعولا ،،

اے اہل کتاب قرآن پر ایمان لاؤ جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرتا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم چہرے کو مسخ کردیں یا ان کو پشت کے بل اوندھا کردیں۔ یا ان کو بھی اصحاب سبت کی طرح ملعون کردیں اور اللہ کا حکم پورا ہوتا ہے

قال تعالیٰ: ۵۔ یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعھدی اوف بعھدکم وایای فارھبون و آمنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا وایای فاتقون ،،

اے بنی اسرائیل میرے انعام کردہ نعمتوں کو یاد کرو۔ اور اپنا عہد پورا کرو، تو میں بھی اپنا وعدہ پورا کرونگا اور مجھ سے ہی ڈرو۔

اور قرآن پر ایمان لاؤ۔ جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے پہلے کافروں میں مت بنو، اور میری آیات وہدایات کو ثمن قلیل کے بدلے مت فروخت کرو اور مجھ سے ہی ڈرو۔

قرآن کریم کی دوسری آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب پر رسالت اسلام کی اتباع واجب ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء اور ان کے متبعین سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور ان کی مدد کا حکم دیتے رہیں گے۔

قال تعالیٰ: واذ اخذ اللہ میثاق النبیین

یاد کرو اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے یہ عہد

AsliAhleSunnet.com

لیا کہ جب میں نے تم لوگوں کو کتاب و حکمت دی اور کہا کہ پھر تم لوگوں کے پاس ایک رسول آئیں گے جو تمہارے پاس موجود شریعت کی تصدیق کریں گے۔ تو تم لوگ ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے، پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کیا تم لوگ اس کا اقرار کرتے ہو اور میرے اس عہد کو قبول کرتے ہو تو سب نے جواب دیا، ہاں ہم لوگ اس کا اقرار کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم لوگ اس امر پر گواہ رہو اور میں بھی تم لوگوں کے ساتھ گواہ ہوں اور عتبہ بن مسعود کی قرأت میں یہ آیت اس طرح ہے" واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب" اور جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے عہد لیا۔

عبداللہ ابن عباس اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر ان سے یہ عہد لیا، کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری زندگی میں مبعوث ہوں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔ اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی امت سے بھی یہی عہد و پیمان کریں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ان کی زندگی میں ہو تو ان پر ایمان لائیں اور ان کی حمایت کریں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "الجواب الصحیح" کے اندر لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے قول کی دلیل ہے، اور اللہ تعالیٰ کا قول" واذ اخذ اللہ میثاق النبیین" تمام انبیاء کو شامل ہے، اور لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ، ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ "کے اندر" لما" کی پہلی لام، لام قسم ہے اور لام ثانی جواب قسم کی لام ہے اور قاعدہ ہے کہ جب قسم اور شرط یکجا مجتمع ہوتے ہیں، اور قسم مقدم ہوتی ہے تو جواب قسم شرط کے قائم مقام ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس عہد کے بعد رسالت اسلام سے اعراض کرنے والے اہل کتاب پر فسق کا حکم لگایا گیا ہے جس سے مراد کفر ہے۔ اور یہ لوگ ایمان سے خارج ہیں۔

قال تعالیٰ فمن تولی بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون"، جو لوگ اس عہد کے بعد روگردانی کرینگے وہ لوگ فاسق ہوں گے یعنی خارج از ایمان ہوں گے۔

۳۔ اسی عہد کی وفاداری اور پاسداری کا نام دین ہے اور جو شخص بھی اس کے علاوہ دیگر ادیان و مذاہب کی پابندی کریگا وہ اللہ کے فرض کردہ دین کے علاوہ کسی اور دین کا طالب ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آیت میں بصورت استفہام انکاری لوگوں کے سامنے بیان کیا ہے قال تعالیٰ "افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم

AsliAhleSunnet.com

من فی السموات والارض طوعا وکرھا والیہ یرجعون ،،

کیا وہ لوگ اللہ کے دین کے علاوہ کوئی اور دین چاہتے ہیں۔ حالانکہ کائنات کی تمام چیزیں خواستہ ونخواستہ اسی کے حکم کی تابع ہیں۔ پھر سب لوگوں کو اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام کے علاوہ کسی کی طرف سے کوئی دین قبول نہیں کریگا، اور یہود ونصاریٰ پران کے دینی عہد ومیثاق سے واجب ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائیں۔ اور ان کے دین اسلام میں داخل ہوجائیں، اور یہی مقصود ومطلوب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا:۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخاسرین

اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہیگا وہ اس کی طرف سے کبھی بھی مقبول نہیں ہوگا۔ اور وہ آخرت میں گھاٹا اٹھانے والوں میں ہوگا۔

"من" صیغۂ عام ہے اور "من" شرطیہ عمومیت پر دلالت کے اعتبار سے سب سے زیادہ بلیغ ہے لہٰذا اس میں اہل کتاب اور دوسرے سبھی لوگ شامل ہیں۔ اور کلام کا سیاق وسباق اہل کتاب کے بارے میں ہے، اس لئے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل کتاب کو مراد لیا ہے جیسا کہ دوسرے لوگوں کو شامل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ بلکہ سورۂ آل عمران جو قرآن کی ایک لمبی اور بڑی سورت ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ اہل کتاب سے خطاب اور نصرانیوں سے مناظرہ کے بارے میں ہے۔ اس طور سے کہ جب نجران کا نصرانی وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا۔ اسی وقت اس کا نزول ہوا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے شروع ہی میں بیان کیا ہے کہ اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے۔ اور اہل کتاب کو بھی اسلام لانے کا حکم اسی طرح دیا گیا ہے جس طرح اہل عرب کو یہ حکم دیا گیا ہے جن کے پاس کوئی کتاب موجود نہیں ہے گویا کہ پوری بنی نوع انسان کو اسلام لانے کا حکم دیا گیا ہے خواہ ان کے پاس کتاب ہو یا نہیں ہو۔

قال اللہ تعالیٰ: شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملائکۃ واولوالعلم قائماً بالقسط لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم ان الدین عند اللہ الاسلام

اللہ تعالیٰ نے۔ فرشتے اور منصف اہل علم نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی جو عزیز اور حکیم ہے۔ بلاشک اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے اور اہل کتاب نے آپس میں سرکشی کی وجہ سے علم آجانے

AsliAhleSunnet.com

کے بعد اختلاف کیا ہے۔ اور جو شخص اللہ کی آیتوں کا انکار کرے گا تو اللہ تعالیٰ جلد ہی اس سے حساب لینے والا ہے۔ اور اگر وہ لوگ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہدیجئے کہ ہم اور ہمارے متبعین اللہ کے تابع فرمان ہیں۔ اور آپ اہل کتاب اور ناخواندہ لوگوں سے کہدیجئے کہ تم لوگ اسلام لانے کی خواہش رکھتے ہو۔ اگر اسلام لاؤ گے تو ہدایت یاب ہو جاؤ گے۔ اور اگر اعراض کرو گے تو میری ذمہ داری صرف اللہ کی بات پہونچا دینی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے بندے کے حرکات و سکنات سے واقف ہے اور اسے ملاحظ کر رہا ہے۔

اسی طرح ایک ہی سیاق میں مضبوط ترتیب کے ساتھ اسی معنی کی آیتیں پے بہ پے آتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور ان کے متبعین سے یہ کہہ دیا ہے کہ وہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پائیں تو ان پر ایمان لائیں اور ان کی حمایت کریں۔

قال تعالیٰ: واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ

اور یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں عہد لیا کہ جبکہ میں نے تم کو کتاب و حکمت دی ہے۔ پھر جب تمھارے پاس وہ رسول آئیں جو تمھاری شریعت کی تصدیق کرتی تو تم لوگ ان پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد و حمایت کرو۔

اور انبیاء نے اس کا عہد کیا اور اللہ تعالیٰ اس اقرار پر شاہد بنا

قال تعالیٰ: اأقررتم و اخذتم علی ذالکم اصری۔ قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین اور اس کے بعد کہا فمن تولی بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون۔ اور اس کے بعد کہا افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا و کرھا والیہ یرجعون اور ان سب کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ حکم موجود ہے۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین۔

ان آیات کی اس بات پر صریح دلالت موجود ہے کہ انبیاء کا دین ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و شریعت پر ایمان لانے والے تمام رسالتوں اور شریعتوں پر ایمان لانے والے اور تمام رسولوں کی تصدیق کرنے والے ہونگے

قال تعالیٰ: قل آمنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراھیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسی وعیسی والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم

آپ کہدیجئے کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ، قرآن، ابراہیم اسماعیل، اسحاق یعقوب، اسباط، موسیٰ، عیسیٰ اور دیگر انبیاء کرام پر نازل کردہ شریعتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے

AsliAhleSunnet.com

ونحن له مسلمون — درمیان کسی طرح کی کوئی تفریق نہیں کرتے ہیں اور ہم لوگ اسی کے تابع فرمان ہیں۔

:.:

قرآن کریم کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری حدیثیں بھی رسالت محمدی کی عمومیت پر دلالت کرتی ہیں جن میں بعض روایتیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کے مقابلے میں آپ کو کچھ خاص چیزیں عطا کی ہے جو کسی دوسرے نبی کو نہیں ملی ہے۔ اور ان میں ایک خاص بات یہ ہے کہ ہر نبی کی بعثت ان کی خاص قوم کی طرف ہوتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ صحیحین میں یہ روایت موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اعطیت خمسا لم یعطهن احد من الانبیاء قبلی، نصرت بالرعب مسیرة شهر وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا فایما رجل من امتی ادرکته الصلوٰة فلیصل، واحلت لی الغنائم، ولم تحل لاحد قبلی واعطیت الشفاعة وکان النبی یبعث الی قومه خاصة وبعثت الی الناس عامة

مجھکو پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی نبی کو نہیں دی گئیں، ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔ تمام روئے زمین میرے لئے مسجد اور جائے طہارت بنا دی گئی ہے۔ لہذا میری امت میں سے کسی کو بھی کہیں نماز کا وقت پانے تو وہ وہیں نماز پڑھ لے میرے لئے مال غنیمت حلال کردیا گیا ہے۔ اور مجھ سے قبل کسی نبی کیلئے بھی یہ چیز حلال نہیں تھی، مجھکو سفارش کا حق دیا گیا ہے۔ اور نبی اپنی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے، اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

۲۔ عن ابی موسی الاشعری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: والذی نفسی بیده لا یسمع بی رجل من هذه الامة یهودی ولا نصرانی ثم لا یومن بی الا دخل النار۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس امت کا کوئی فرد بھی یہودی یا نصرانی میرے بارے میں سنے گا اور مجھ پر ایمان نہیں لائے گا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اس حدیث میں امت سے مراد، امت دعوت ہے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان واجب نہیں

AsliAhleSunnet.com

ہوتا، تو آپ ایمان نہ لانیوالے کو جہنم کے دخول کی وعید نہیں سناتے اور خصوصیت کے ساتھ یہودی اور نصرانی کے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ باعلیٰ کے ذریعہ ادنیٰ پر تنبیہ ہے اس لئے کہ جب یہود و نصاریٰ کو دخول جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ جو بلحاظ زمانہ انبیاء کرام کی آخری امت ہیں، اور آسمانی کتابیں بھی ان کے پاس موجود ہیں تو ان کے علاوہ جو لوگ بت پرست ہیں وہ سب اس وعید کے اندر بدرجۂ اولیٰ داخل ہیں۔

۳ - ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک کتاب لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جو ان کو کسی اہل کتاب سے دستیاب ہوئی تھی اور پھر آپ کے سامنے اس کو پڑھنے لگے تو آپ نے غصہ ہوتے ہوئے فرمایا لقد جئتکم بها بيضاء نقية والذي نفسي بيده . لو كان موسى حيا ما وسعه إلا ان يتبعني ،، میں تم لوگوں کے پاس ایک صاف ستھری واضح شریعت لیکر آیا ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر موسیٰ بھی آج زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کرنی پڑتی۔

۴ - حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے اہل کتاب بادشاہوں کو دعوتی خطوط لکھا تھا۔ اور ان کو ایمان کی دعوت دی تھی اور اگر آپ ان کی دعوت پر مامور نہیں ہوتے تو پھر آپ ان کو ایمان کی دعوت نہیں دیتے۔

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان النبي صلى الله عليه وسلم كتب الى كسرى والى قيصر والى النجاشي والى كل جبار يدعوهم الى الله وليس بالنجاشي الذي صلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور تمام بادشاہوں کو دعوتی خط لکھا تھا اور ان کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت تھی اور یہاں نجاشی سے مراد وہ نجاشی نہیں ہیں جن کی نماز جنازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی۔

شاہ حبشہ نجاشی نصرانی تھے اور ان کی رعایا بھی نصرانی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت نے ان کی عدل پروری اور انصاف پسندی کا چرچا سن کر حبشہ ہجرت کیا تھا۔ جن کا کفار مکہ نے تعاقب کیا تھا اور اپنے قاصدوں کو تحفے تحائف کے ساتھ نجاشی کے دربار میں بھیجا تھا، تاکہ یہ لوگ ان کو مکہ واپس لے آئیں۔ لیکن نجاشی نے ان کی بات سننے سے قبل واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی بات سنی اور ان لوگوں کی زبانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اور خصائل محمودہ کو جانا تو ان لوگوں کو اپنے یہاں پناہ دے دیا اور جب قرآن کریم کو سنا تو کہا ،، ان هذا والذي جاء به موسى ليخرج من مشكوة واحدة ،، بلاشک یہ شریعت محمدی قرآن اور شریعت موسوی توریت دونوں کا مخرج ایک ہی مشکاۃ ہے۔

AsliAhleSunnet.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ بن خلیفہ الکلبی کو دعوتی خط دیکر شاہ روم ہرقل کے پاس بھیجا تھا اور اس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی ھرقل عظیم الروم. السلام علی من اتبع الھدی. امابعد فاسلم تسلم واسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین وان تولیت فان علیک اثم الاریسیین" بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط شاہ روم ہرقل کے نام ہے متبعین ہدایت پر سلامتی ہو، امابعد، اسلام لاؤ اور سلامت رہو. تم اسلام لاؤ اللہ تعالیٰ تم کو ڈبل اجر دیگا۔ اور اگر اس سے اعراض کروگے تو تمھاری رعایا کا بھی گناہ تمھارے سر ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو دعوتی خط کے ہمراہ شاہ مصر مقوقس کے پاس روانہ کیا تھا اور اس نے آپ کے قاصد کی بڑی تعظیم وتکریم کی تھی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ دو لونڈی اور ایک خچر روانہ کیا تھا، اور ان میں سے ایک لونڈی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے منتخب کیا تھا جن کا نام ماریہ قبطیہ ہے اور انھیں کے بطن سے آپ کے صاحبزادہ ابراہیم کی ولادت ہوئی تھی۔ اور دوسری لونڈی حسان بن ثابت کو دیدی تھی جن کے بطن سے عبدالرحمن پیدا ہوئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ فارس کسریٰ کو خط لکھا تھا اور اس نے نامۂ مبارک کو پڑھکر جب چاک کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر یہ بد دعا کی تھی کہ اے اللہ تو ان کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔
ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ وقیصر دونوں ہی کو خط لکھا تھا. لیکن کسریٰ نے اس کو پڑھکر چاک کر دیا اور قیصر نے پڑھنے کے بعد لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لیا. اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ بھی کسریٰ کے متبعین ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے اور وہ لوگ یعنی قیصر کے متبعین باقی رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن حضرمی کو اپنے نامۂ مبارک کے ساتھ منذر بن ساری صاحب "ہجر" کے پاس بھیجا تھا اور اس کو دعوت اسلام دی تھی۔

اہل کتاب اپنے علم کے مطابق ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں لوگوں کو بتاتے تھے اور مشرکین کو ڈرانے دھمکاتے تھے کہ ہم لوگ ان پر ایمان لائیں گے اور تمھارے خلاف ان کی مدد کریں گے جیسا کہ ان کی کتابوں میں مذکور ہے. لیکن آپ کی بعثت کے بعد انھیں لوگوں نے آپ کی رسالت کا انکار

AsliAhleSunnet.com

کیا اور دنیاوی جاہ وحشمت اور نئے رسول سے عداوت کی وجہ سے بدعہدی کیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ نے مجھ سے اپنی قوم کے کچھ افراد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جن اسباب کی بنا پر ہم لوگ مسلمان ہوئے ان میں ایک سبب یہ ہے کہ ہم لوگ یہودیوں سے سنتے تھے اور ہم لوگ مشرک بت پرست تھے۔ اور وہ لوگ اہل کتاب اور صاحب علم تھے اور ہمارے اور ان کے درمیان فتنے موجود تھے۔ پھر جب ہم لوگوں کو بعض ناپسندیدہ چیزیں پیش آئیں۔ تو ان لوگوں نے ہم سے کہا کہ اب ایک نبی کی بعثت کا وقت قریب آگیا ہے۔ ہم لوگ تم لوگوں سے ان کے ساتھ عاد وارم کے قتال کی طرح قتال کریں گے۔ اور ہملوگ اکثر ان سے یہ بات سنتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو ہم لوگوں نے آپ کی دعوت الی اللہ کو قبول کیا ۔ اور ہم لوگوں نے اس کو پہچان لیا جس کے ذریعہ وہ لوگ ہم کو ڈراتے تھے۔ اور ہم لوگوں نے ایمان لانے میں ان سے سبقت کی اور ان لوگوں نے آپ کا کفر کیا۔ اور سورہ بقرہ کی یہ آئیں ہمارے اور ان کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ قال تعالیٰ " ولما جاءهم كتاب من عند الله مصدق لما معهم وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين "۔ یعنی جب ان لوگوں کے پاس اللہ کی کتاب آگئی جو ان کے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرتی ہے۔ اور اس سے قبل وہ کافروں کے خلاف مدد چاہتے تھے پھر جب وہ آگئے تو انجان بن گئے اور ان کا کفر کیا۔ لہذا کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔ ابن ہشام نے کہا ہے: یستفتحون - یستنصرون کے معنی میں ہے اور یہ یتحاکمون کے معنی میں بھی آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت انجیل میں بھی بیان کی گئی ہے قال تعالیٰ:- واذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراة ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد فلما جاءهم بالبینات قالوا هذا سحر مبین "۔ جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تم لوگوں کے پاس اللہ کا رسول مبعوث کیا گیا ہوں اور تم لوگوں کے پاس توریت جو موجود ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جن کا نام **احمد** ہے پھر جب وہ معجزات کے ساتھ تشریف لائے تو ان لوگوں نے کہا یہ کھلا ہوا جادو ہے۔ ابن اسحاق نے کہا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ کی جو صفت انجیل میں اہل انجیل کیلئے بیان کی ہے اور اس کی جو باتیں مجھ تک پہونچی ہیں اس کو **یحنس** حواری

AsliAhleSunnet.com

نے ثابت کیا ہے جس نے عہد عیسوی سے انجیل کو نقل کیا ہے۔ اس میں انکا بیان ہے کہ جس نے مجھکو غصہ کیا، اس نے رب کو غصہ کیا۔ اگر میں ان کی موجودگی میں کوئی ایسا کام کرتا جو مجھ سے قبل کسی نے نہیں کیا ہے۔ تو اس میں ان کی کوئی غلطی نہیں تھی۔ لیکن یہ لوگ ابھی سے اترانے لگے ہیں اور یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ وہ مجھ سے اور اللہ تعالیٰ سے بھی جنگ کریں گے جبکہ ناموس کے بارے میں جو کلمہ ہے اس کا پورا ہونا ضروری ہے۔ ان لوگوں نے بلا وجہ مجھکو ناراض کیا ہے۔ اگر وہ آدمی آیا جو تم لوگوں کے پاس رب اور روح القدس کے پاس سے مبعوث ہونیوالا ہے، جو رب کے پاس سے نکلیگا اور مجھ پر اور تم پر شہادت دیگا۔ اس لئے کہ تم لوگ پہلے سے میرے ساتھ ہو۔ اور اسی کے بارے میں میں نے تم لوگوں کو بتایا ہے۔ تاکہ تم لوگوں کو کسی طرح کا شک نہ ہو سریانی زبان میں منحمنا محمد کو کہتے ہیں۔ اور رومی زبان میں محمد کو برقلیط کہتے ہیں۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اہل کتاب کو شامل نہیں ہوتی تو پھر اس سے ان کا انکار کفر نہیں ہوتا۔ قال تعالیٰ: لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ،، کفار اہل کتاب اور مشرکین جدا نہیں ہوئے یہانتک کہ ان کے پاس دلیل آگئی۔

قال تعالیٰ:" ان الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین فی نار جھنم خالدین فیھا اولئک ھم شر البریۃ،، کفار اہل کتاب اور مشرکین ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور یہ لوگ بدترین قسم کی مخلوق ہیں۔

قال تعالیٰ" ھو الذی اخرج الذین کفروا من اھل الکتاب من دیارھم لاول الحشر،، وہ اللہ کی ذات ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو اول حشر میں ان کے گھروں سے نکالا۔

قال تعالیٰ: یقولون لاخوانھم الذین کفروا من اھل الکتاب،، وہ لوگ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہہ رہے تھے۔

جس شریعت کے ہم تابع فرمان ہیں اس میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انس وجن۔ اہل کتاب اور غیر اہل کتاب سب کی طرف مبعوث کیا ہے، اور اس پر ایمان نہیں لانے والا کافر ہے اور اس سے جہاد واجب ہے۔ وہ اللہ کے عذاب کا مستحق ہے اور یہ مومنوں کی اجماعی بات ہے اور اس سلسلے میں کثرت سے نصوص موجود ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا،، اے نبی آپ کہدیجئے کہ میں تم سب کا رسول ہوں۔ قال تعالیٰ: قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم

(جاری)

AsliAhleSunnet.com

عربی ادیب نجیب محفوظ مصری اور مغرب کا نوبل پرائز

ابن حبیب اشرف

سویڈن اکیڈمی نے ۱۹۸۸ء کا ادبی نوبل انعام مصر کے ادیب نجیب محفوظ کو ساٹھ لاکھ روپے کی شکل میں دینے کا اعلان کیا ہے۔ موصوف یہ عظیم اعزاز حاصل کرنے والے پہلے عربی ادیب ہیں۔ آپ ۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ یونیورسٹی میں آپ نے فلسفہ کی تعلیم حاصل کی ہے۔ تقریباً پچاس کتابوں کے مصنف ہیں۔ ناول اور افسانہ نگاری آپ کا اصل فن ہے۔ مغربی ادب، مغربی فلسفہ اور مغربی اقدار کے دلدادہ ہیں۔ ایک زمانہ میں بلند اسلامی و ادبی شخصیت سید قطب رحمۃ اللہ نے ان کے لئے روشن مستقبل کی پیش گوئی کی تھی لیکن جمال عبدالناصر سے لیکر انور سادات تک مصر کے ناپائدار معاشرہ کی نجات کے لئے موصوف کی ذہانت نے جو راہ منتخب کی وہ اسلام کے آفاقی اور دائمی اصولوں کے بجائے مغربی فلسفہ، مغربی اقدار، ترقی پسندی، جدید مغربی جمہوریت اور کمیونزم کے داعیوں کی نصرت وتائید کی راہ ہے۔ آپ کی نظر میں ابونواس کی خمریات حقیقی اسلامی ادب عالیہ ہے۔ اپنے اس نوبل انعام کے اعزاز کے متعلق آپ کی رائے ہے کہ یہ میری محنتوں اور میری خوش قسمتی کا ثمرہ ہے۔ عرب کے ترقی پسند ادباء اور نقاد نجیب محفوظ کو فرانسیسی ادیب بالذاک سے تشبیہ دیتے ہیں جیسے سماجی زندگی کا گہرا شعور حاصل ہے۔ اور اس انعام کو عرب قوم اور عربی زبان کی عالمی اہمیت کے لئے نیک فال قرار دیتے ہیں لیکن اس کے برخلاف عربوں کی اکثریت اور دنیائے اسلام اس مغربی اعزاز کو سیاسی حربہ اور مکر وخداع سے تعبیر کرتی ہے۔

عبقری اسلامی ادیب عباس محمود عقاد نے اپنی کتاب "بین الکتب والناس" میں ادبی انعام کے لئے نوبل کمیٹی کے کچھ شرائط کا ذکر کیا ہے:-

AsliAhleSunnet.com

ادیب صلح و امن کا پیامبر ہو۔ اقوام عالم میں فتنہ اور بغض و عداوت کے بجائے اقدار عالیہ کا خادم ہو وغیرہ "
لیکن حقیقت یہ ہے کہ نوبل کمیٹی صلح و امن اور اقدار عالیہ انھیں باتوں کو قرار دیتی ہے جسے مغربی فلسفہ اور مغربی افکار درست قرار دے دیں۔ مغرب کے فلسفہ اقدار اور معیار پر جو شخص پورا اتر جائے وہی اس انعام کا مستحق ہو سکتا ہے جبکہ الحاد عالم میں نہ امن و سلامتی کے فلسفوں اور اقدار کی کمی ہے اور نہ امن و سلامتی کے لئے کام کرنے والوں کی، صحیح بات یہ ہے کہ نوبل کمیٹی کے یہ شرائط جہاں مغربی فلسفہ و اقدار کے تابع ہیں وہیں یہ بات بھی واضح ہے کہ ادیبوں کے انتخاب کے سلسلہ میں نوبل کمیٹی مکمل طور پر مغرب کے سیاسی مصالح کے تابع ہے۔ اس ادارہ کے ذمہ دار سب عالمی صہیونیت کے خادم ہیں۔ اس ادارہ سے آج تک جتنے ادبی انعامات دیئے گئے ان میں پچاس فیصد ایسے ادیبوں کو دیئے گئے جو یہودی الاصل یا یہودیوں کے معاون ہیں۔ اس ادارہ نے مغربی فلسفہ کے دونوں رخ سرمایہ داری اور کمیونزم کے خول سے کبھی قدم باہر نہیں رکھا، سرد براعظم سے ایشیا اور کے گرم براعظم میں اس نے قدم رکھا بھی تو ہمیشہ سیاسی مصالح کا خوشنما جال اس کے ساتھ ساتھ رہا۔ برصغیر میں ٹیگور تو اس کے معیار پر پورے اتر گئے لیکن اقبال جو صوفیانہ شاعری اور صلح و امن کی خدمات کے لئے ٹیگور سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ اس معیار پر پورے نہیں اترے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ اقبال صلح و امن کے ایسے اقدار اور فلسفہ کا علمبردار ہے کہ اس کا آفتاب بے حجاب ہو جائے تو مغرب کے فلسفہ و اقدار کائی کی طرح بکھر کر رہ جائیں۔ بیگن اور سادات امن کے نوبل انعام سے نوازے گئے جبکہ بیگن انسانیت اور امن و سلامتی کا قاتل ہے اور سادات فلسطینیوں اور عربوں کے حقوق اور عالم اسلام کے عزت و وقار کا سوداگر ہے لیکن نوبل کمیٹی مغربی فلسفہ اور اہل مغرب اپنے سیاسی مصالح کے پیش نظر دونوں کو امن کا خادم سمجھتے ہیں۔

نجیب محفوظ جو اس عظیم نوبل انعام کے مستحق قرار دیئے گئے، وہ ان کی ان دیرینہ خدمات کا صلہ ہے جو انھوں نے مغربی فلسفہ اور مغربی اقدار کے فروغ کے لئے انجام دی ہیں۔ انھیں یہ سعادت اسی وقت نصیب ہوئی جب وہ مغرب کے معیار پر پورے اتر گئے۔ نجیب محفوظ کے خیالات ان کے ناولوں کے کرداروں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ نئی عرب نسلوں میں مغربیت اور اباحیت کے فروغ اور اسلامی ثقافت سے بیگانگی پیدا کرنے میں موصوف نے بڑا کردار ادا کیا ہے۔ مقبوضہ عرب علاقوں میں فلسطینی نوجوانوں کو اسلامی روح سے بیگانہ کرنے کے لئے اسرائیلی حکومت نجیب کے ناولوں کو نہایت کثرت سے شائع کر کے تقسیم کراتی رہی ہے۔ تمام عربوں سے کٹ کر سادات

AsliAhleSunnet.com

نے جب اسرائیل کا دورہ کیا تو نجیب اس کے بڑے موید تھے۔ انھوں نے کیمپ ڈیوڈ کے دولت آمیز سمجھوتہ کی مکمل تائید کی تھی، موصوف اسرائیل جیسی ظالم اور خونخوار طاقت کے ساتھ پرامن تعلقات قائم کرنے کے بڑے علمبردار رہیں۔ نوبل کمیٹی یا اہل مغرب کے سیاسی مصالح کی تکمیل کے لئے اور کیا چاہیئے اس لئے کل اگر نوبل کا اعزاز سادات کو بخشا گیا تو نجیب آج اپنی خدمات کے صلہ سے کیوں محروم رہتے

نئی اسلامی بیداری اور فلسطین کے عوامی انتفاضہ نے مغرب نواز ادیبوں اور سیاسیوں کے دائرے اسقدر تنگ کر دیئے ہیں کہ انھیں اپنے مخصوص مزاج کے لئے سرد براعظم کے ایک خنک جھونکے کی ضرورت سختی سے محسوس ہوئی اور اسلام کے ابھرتے ہوئے آفتاب کی شعاعوں سے جب مغرب سے ستعار لی ہوئی ان کی آنکھیں چندھیانے لگیں تو اپنی زندگی اور مقدر کے سیاہ خانہ میں مغرب کے پیلے آفتاب کی دھند آمیز شعاع نوبل پرائز کے چور دروازہ سے کشید کرلی انھیں خبر نہیں کہ یہ دریوزہ گری ان کے عزت و وقار میں کوئی اضافہ نہیں کرسکتی، بلکہ چھوٹے اعزاز اور چند سکوں کے عوض ان سے بہت بڑی قربانی چاہتی ہے۔ قرآن جیسے کائناتی ادب عالی نے تو صاف صاف کہہ دیا ہے۔ "ولن ترضی عنك الیهود ولا النصاری حتی تتبع ملتهم" یہود و نصاری ہرگز تم سے راضی نہیں ہوں گے یہاں تک کہ تم ان کی ملت کی اتباع کرنے لگو۔

موجودہ وقت میں کسی کو عطا کیا گیا کوئی نوبل پرائز ہو یا شیطان لعین سلمان رشدی کی بدنام زمانہ کتاب "شیطانی آیات" پر برطانیہ کا عظیم ادبی انعام یا ماضی قریب میں مغربی ممالک کے ماتحت ایشیائی، غیر ایشیائی اور مسلمان ممالک میں بااثر شخصیات کو "سر"، شمس العلماء یا اس نوع کے دیگر خطابات کی نوازش سب اہل مغرب کے سیاسی عزائم اور مکر و خداع پر مبنی ہیں یہ مغربی فلسفہ و افکار کے شاطر شکاریوں کے وہ جال ہیں جن سے دیگر اقوام کے بااثر افراد خصوصا نوجوان کیسے بڑی آسانی سے شکار ہو کر مغربی تہذیب کے انٹرنیشنل عجائب گھر میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی تہذیبی بولیوں اور اپنے قومی خد و خال کو فراموش کر کے ڈارون کے بندروں کے قومی خد و خال اور ان کی تہذیبی بولیاں اختیار کر لیتے ہیں۔

ساتھ ہی ایسے باغیرت افراد کی بھی کمی نہیں ہے جنھوں نے اہل مغرب کے دیئے ہوئے اعزاز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا یا اسے کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے ہمیشہ اپنی تہذیب و ثقافت کے فروغ میں منہمک رہے۔

٭٭٭

AsliAhleSunnet.com

ہماری مطبوعات

نام کتاب :۔ نماز میں سورہ فاتحہ احادیثِ صحیحہ، آثار سلف اور اقوال ائمہ کی روشنی میں۔

تالیف : مولانا کرم الدین سلفی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

صفحات : ۱۹۲

ناشر : ادارۃ البحوث الاسلامیہ، جامعہ سلفیہ بنارس

ملنے کا پتہ : مکتبہ سلفیہ ریوڑی تالاب بنارس

قیمت : بیس روپے

نماز میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کی قرأت اور عدم قرأت کا مسئلہ مدت سے فقہاء اسلام کے نزدیک معرکۃ الآراء رہا ہے۔ اس موضوع پر فریقین کی جانب سے مفصل اور مختصر دونوں قسم کی کتابیں معرض وجود میں آچکی ہیں خصوصاً محدثین کرام نے احادیث صحیحہ کی روشنی میں اس مسئلہ کو امت کے سامنے انتہائی سہل شکل میں پیش فرمایا ہے جو ایک حق پرست متبع سنت کے لئے پورے طور پر تشفی بخش ہے۔

جمہور صحابہ کرام اور علماء سلف وخلف کا یہی مسلک ہے کہ سورہ فاتحہ کی قرأت کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوگی اور مقتدی وامام دونوں کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اس دعوی کی تائید زیر نظر کتاب کا موضوع ہے۔

فاضل مصنف نے انتہائی پر اعتماد لہجے میں یہ لکھا ہے کہ کسی مرفوع صحیح غیر مجروح حدیث میں یہ وارد نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیوں کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی قرأت سے منع فرمایا ہو۔ بلکہ کسی ضعیف سے ضعیف حدیث سے بھی یہ دعوی مستفاد نہیں ہوتا۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ علماء کی ایک جماعت نے اجمالاً وتفصیلاً اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ سب سے پہلے امام المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "جزء القراۃ خلف الامام" کے نام سے مستقل رسالہ

AsliAhleSunnet.com

تصنیف فرمایا ہے۔ اس کے بعد آپ کے شاگردان گرامی امام ابن خزیمہ اور امام بیہقی نے بھی قراۃ خلف الامام کے مسئلہ پر بسط و تفصیل سے لکھا اور براہین ساطعہ سے ثابت کیا کہ سورہ فاتحہ کی قرات ضروری ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے بہت سے جید علماء اور ماہرین فن حدیث نے بھی مذکورہ مسئلہ پر اظہار خیال فرمایا ہے۔ لیکن ہمارے مولف مرحوم نے اس لئے اس مسئلہ کو اٹھایا ہے کہ ان بزرگان اسلام کی کتابیں خالص علمی مباحث و نکات پر مشتمل ہیں۔ ہر شخص ان سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان میں سے بعض تو اب بالکل نایاب ہیں اس لئے اس رسالہ میں صرف دلائل جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ خواص کے علاوہ عوام بھی کماحقہ مستفید ہو سکیں۔

مؤلف علیہ الرحمۃ نے اپنے مدعا کے اثبات میں اساطین علماء احناف مثلاً شیخ عبدالرحیم حنفی، شیخ حسن عجمی حنفی، مرزا حسن علی حنفی، مولانا عبدالحی لکھنوی، مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہم اللہ کے اقوال و فتاوی کو جمع کر دیا ہے اور اخیر میں علماء احناف کے تمام دلائل کے متعلق مولانا لکھنوی کے فیصلہ کو بھی پیش کیا ہے۔

مصنف نے حضرت عبادہ بن صامت کی روایت سے کتاب کا آغاز فرمایا ہے۔ اور قراۃ فاتحہ کے وجوب کو اجلہ محدثین کرام بشمول شراح حدیث و مفسرین سے منقول شدہ تقریباً بیس اقوال سے ثابت کیا ہے اس کے بعد بیس سے زائد احادیث نبوی نقل کر کے اس کی فرضیت کو مزید موکد کیا۔ اسی طرح ساٹھ سے زائد آثار صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین کے ننانوے فتاوی اور اتنی ہی تعداد میں ائمہ مجتہدین اور جمہور علماء سلف و خلف کا مسلک اور جماعت اہلحدیث و احناف کے چھیالیس جید علماء کرام کے اقوال کو کافی جد وجہد، سعی بلیغ اور انتہائی تحقیق و جستجو سے نقل فرمایا۔ اس طرح اس سلسلہ میں لگ بھگ تین سو دلائل و براہین سے قراۃ فاتحہ کی فرضیت کو مستحکم قرار دیا گویا دور نبوی سے اس وقت تک صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور علماء سلف و خلف کے اقوال بشمول احادیث نبویہ کا استدراک و استقصاء ہدیہ قارئین فرمایا ہے۔

اسی بحث کے ضمن میں دلائل سے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کو بھی ٹھوس اور مضبوط دلائل سے ثابت کیا ہے۔

اسی طرح احادیث صحیحہ سے منقح کیا گیا ہے کہ مدرکِ رکوع کی رکعت شمار نہیں کی جائے گی۔ اس کے لئے مصنف نے احادیث رسول محدثین عظام کے اقوال اور علماء اہلحدیث کے فتاوی کو پیش کیا ہے۔

کتاب کی زبان سلیس، شائستہ اور انداز تحریر سنجیدہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر جانبداری، انصاف پسندی

AsliAhleSunnet.com

اور تلاش حق کے شوق سے اس کتاب کا مطالعہ کرے گا وہ ضرور مسلک حق کو پالے گا۔ اس موضوع پر مصنف کی یہ کوشش پوری جماعت اہلحدیث پاک وہند کی جانب سے قابل تبریک اور اس باب میں ایک عمدہ اضافہ ہے۔

فاضل مؤلف مولانا کرم الدین سلفی پاکستان کے ایک ابھرتے ہوئے جواں عزم اہلحدیث عالم تھے، پاکستان کا مشہور شہر اوکاڑہ آپ کا وطن تھا۔ وہاں کی مرکزی درسگاہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں آپ نے تعلیم حاصل کی تھی۔ فراغت کے بعد اسی جامعہ میں کچھ عرصہ تدریسی فرائض بھی انجام دیئے اس کے بعد جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں ناظم تعلیمات اور شیخ الحدیث بھی تھے۔ عمر عزیز کے آخری تین برس کلھیا .. (شارجہ متحدہ عرب امارات) میں امامت وخطابت اور دعوت وتبلیغ کے فرائض انجام دیتے ہوئے گذارے تاریخ وفات ۱۷ فروری ۸۵ء ہے رحلت کے وقت آپ کی عمر صرف چالیس برس تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کتاب کو قبول عام سے نوازے اور مصنف کے لئے اسے سعادت عقبیٰ کا ذریعہ اور نجات کا وسیلہ بنائے۔ آمین۔

امتیاز احمد سلفی

ندوۃ المجاہدین کیرالہ کانفرنس میں
جامعہ سلفیہ ومرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند کے وفد کی شرکت

ناظم اعلیٰ محترم جناب مولانا عبدالوحید عبدالحق حفظہ اللہ کے ایماء پر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند اور جامعہ سلفیہ کی نمائندگی کے لئے جامعہ کے اساتذہ کا ایک دو رکنی وفد ندوۃ المجاہدین کیرالہ کے اسٹوڈنٹ ونگ کی مجاہد اسٹوڈنٹ مومنٹ اسٹیٹ کانفرنس میں شرکت کے لئے ۲۶ دسمبر ۸۴ء کو بنارس سے روانہ ہوا ہے۔ یہ وفد چار روزہ کانفرنس (۲۸ دسمبر تا یکم جنوری) کے منعقدہ دیگر اجلاسوں میں شرکت کے بعد واپس آئے گا۔ جامعہ کی بعض عربی مطبوعات بھی وفد کے ساتھ ارسال کی گئی ہیں۔

(دفتر جامعہ سلفیہ)

AsliAhleSunnet.com

JANUARY 1989 Vol. VII - No. I

MOHADDIS

THE ISLAMIC CULTURAL & LITERARY MONTHLY MAGAZINE

مطبوعات جامعہ سلفیہ

نامور مصری ادیب العقّاد کی

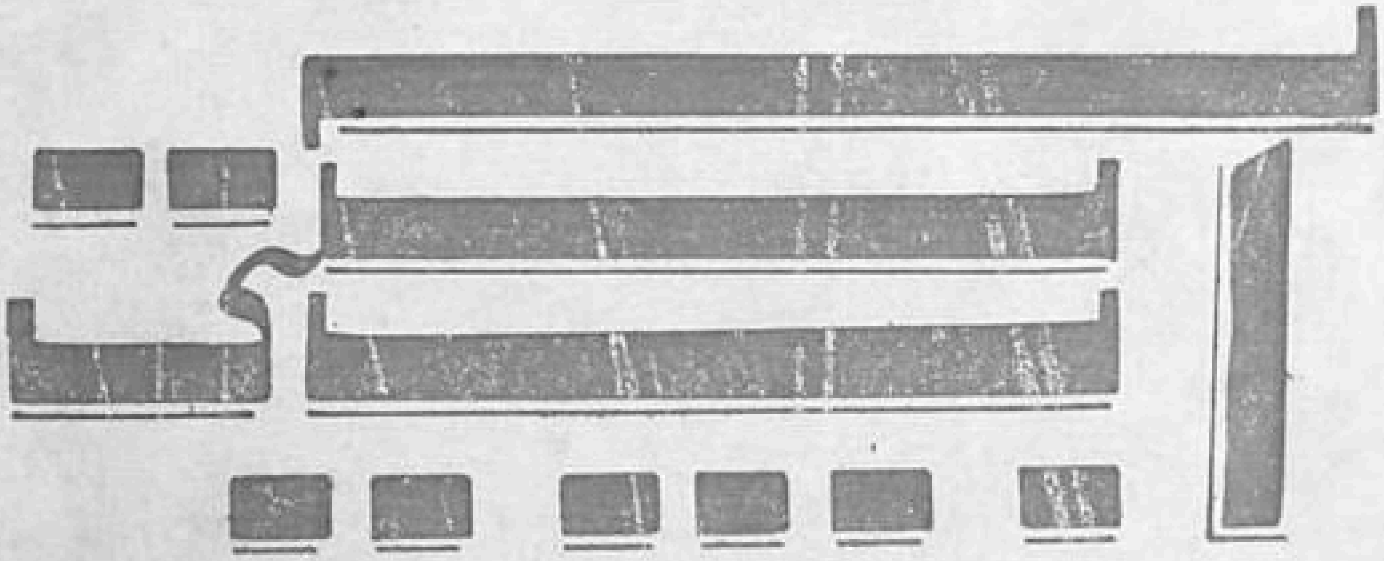

ترجمہ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری

قیمت Rs 30/۰۰

مکتبہ سلفیہ ، ریوڑی تالاب ، وارانسی

Published by: Abdul Auwal Ansari, on behalf of Darut-Taleef Wat-Tarjama and Printed at Salafia Press, B. 18/1 G. Reori Talab, Varanasi and Published at B. 18/1 G. Reori Talab, Varanasi. Editted by: A.W.H.

AsliAhleSunnet.com